

جانتا ہے۔ ۱۲۔ خواہ وہ کتنی ہی معدرتیں پیش کرے۔“

۳۰۔ ﴿أَيَحْسِبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُتْرَكَ سُدًّاٰ ﴾۳۶﴿الَّمُ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيْ يُنْبَىٰ لِلْمَهْ كَانَ عَلَقَةً فَحَاقَهُ فَسَوَىٰ لِفَجَعَلَ مِنْهُ الرَّوْجَيْنَ الدَّكَرَ وَالْأَنْثَىٰ ﴾۳۹﴿أَلَيْسَ ذَلِكَ بِقِدْرٍ عَلَىٰ أَنْ يُحْمِيَ الْمُوْتَىٰ﴾﴾ (القیامہ: ۳۶۔ ۴۰)

”افسوس! کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ وہ یونہی چھوڑ دیا جائے گا۔ (حساب نہ لیا جائے گا)۔ ۳۶۔ کیا وہ ایک منی کے قطرہ سے ٹپکایا گیا ایک نطفہ نہ تھا۔؟۔ ۳۷۔ پھر وہ ایک لوہگرا بنا، پھر اللہ رب العزت نے اس کے جسم کے اعضاء درست کئے۔ ۳۸۔ پھر اللہ رب العزت نے مردا اور عورت کے دو (قسم کے) زوجین بنائیں۔ ۳۹۔ تو پھر کیا خیال ہے؟ کہ وہ اللہ رب العزت اس پر قادر نہیں ہیں کہ مرنے والوں کو پھر دوبارہ زندہ کر دیں۔“

۳۱۔ ﴿وَالْمُرْسَلَتِ عُرْفًاٰ فَالْعِصْفَتِ عَصْفًاٰ وَ النَّشِرَتِ نَشَرًاٰ فَالْفُرْقَتِ فَرْقًاٰ فَالْمُلْقِيْتِ ذَكْرًاٰ عُدْرًاٰ أَوْ نُدْرًاٰ إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَوَاقِعٌ لِفَذَا النُّجُومُ طَبِيسَتْ وَ إِذَا السَّمَاءُ فُرِجَتْ وَ إِذَا الْجَبَالُ سُسَفَتْ وَ إِذَا الرَّسُولُ أُقْتَتْ لِرَأْيِيْ يَوْمُ الْعَصْلِ وَمَا آدِرِيَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ وَيَلِيْيُومِيْنِ لِلْمُكَذِّبِيْنَ الَّمْ نَهْلِكَ الْأَوْلَيْنَ لِلْمُكَذِّبِيْنَ كَذَلِكَ نَفْعَلُ بِالْبُجُورِيْنَ وَيَلِيْيُومِيْنِ لِلْمُكَذِّبِيْنَ الَّمْ نَخْلُقْلَمْ مِنْ مَمَّا مَهِيْنِ فَجَعَلْنَاهُ فِي قَرَارِ مَكْيِيْنِ إِلَى قَدَرِ مَعْلُومِ وَ فَقَرَرْنَا فَيَعْمَلُ الْقَدْرُونَ وَيَلِيْيُومِيْنِ لِلْمُكَذِّبِيْنَ الَّمْ نَجْعَلُ الْأَرْضَ كِفَاتًا لَأَحْيَاءً وَأَمْوَاتًا وَ جَعَلْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ شَيْخَتِ وَأَسْقِيَنَكُمْ مَمَّا فُرَاتَ وَيَلِيْيُومِيْنِ لِلْمُكَذِّبِيْنَ لِنَظِيقَوْا إِلَى مَا كُنْتُمْ بِهِ تَكْبِيْبُونَ لِنَظِيقَوْا إِلَى ظَلِيلٍ ذَي ثَلِثْ شَعَبٍ لَا ظَلِيلٍ وَلَا يُعْنِي مِنَ الَّهَبِ إِنَّهَا تَرْهِيْ بِشَرِّ الْقَعْصَرِ كَانَهُ حِلَّتْ صَفْرٌ وَيَلِيْيُومِيْنِ لِلْمُكَذِّبِيْنَ هَذَا يَوْمُ الْفَصْلِ جَعَلْنَاهُمْ وَالْأَوْلَيْنَ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدُ فَكِيدُوْنِ وَيَلِيْيُومِيْنِ لِلْمُكَذِّبِيْنَ إِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِي ظَلِيلٍ وَعَيْوَنِ وَ فَوَاكِهَ مِنَابِيْا يَشْتَهُونَ كُلُّوا وَ اشْرُبُوا هَيْنَيْا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ إِنَّا كَذَلِكَ نَجِزِيَ الْمُحْسِيْنِ وَيَلِيْيُومِيْنِ لِلْمُكَذِّبِيْنَ كُلُّوا وَ تَمَتَّعُوا قَبِيلًا إِنَّمَا مُجْرِمُونَ وَيَلِيْيُومِيْنِ لِلْمُكَذِّبِيْنَ وَ إِذَا قِيلَ لَهُمْ أَرْغَوْا لَا يَرْكَعُونَ وَيَلِيْيُومِيْنِ لِلْمُكَذِّبِيْنَ فَيَأْتِيْ حَدِيْثٌ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ﴾ (المرسلات: ۱۔ ۵۰)

- سورہ المرسلات! اس سورت کا موضوع قیامت و آخرت اور اس کے منکرین کو خبردار کرنا ہے۔
 ۱۔ اس سورت کی پہلی تاسیت آیات میں ہواں کے انتظام کو اس حقیقت پر گواہ قرار دیا گیا ہے۔ کہ قرآن اور محمد ﷺ جس یوم قیامت کی خبر دے رہے ہیں۔ وہ ضرور واقع ہوگی۔
- ۲۔ اہل کلمہ بار بار کہہ رہے تھے۔ کہ جس یوم قیامت سے محمد ﷺ ڈرار ہے ہیں۔ وہ لا کر تو دکھاؤ، تب ہم مانیں گے۔ آیات ۸ تا ۱۵ میں ان کے اس مطالبے کا ذکر کئے بغیر جواب دیا گیا ہے۔ کہ وہ کوئی کھیل تماشہ نہیں کہ جب کوئی مسخرا اسے دیکھانے کا مطالبہ کرے، اسی وقت فوراً دیکھا دیا جائے۔ وہ تو تمام نوع انسانی کے فیصلے کا دن ہے۔ جس کے لیے اللہ رب العزت نے ایک خاص وقت مقرر کیا ہے۔ جس کا کسی کو کوئی علم نہیں ہے۔
- ۳۔ آیت نمبر ۱۶ تا ۲۸ میں مسلسل قیامت کے موقع اور وجوب کے دلائل دیئے گئے ہیں۔ کہ انسان کی تاریخ، اس کی تخلیق و پیدائش اور موت، اور جس زمین پر وہ زندگی بسر کر رہا ہے، اس کی ساخت و ماہیت اس بات کی شہادت دے رہی ہے کہ قیامت کا آنا، اور پھر عالم آخرت کا برپا ہونا ممکن ہی نہیں، بلکہ اللہ رب العزت کی حکمت و حاکمیت کا تقاضا بھی ہے۔
- ۴۔ آیات ۲۹ تا ۳۰ اور ۳۵ تا ۳۷ آیات میں منکرین قیامت و آخرت اور اللہ رب العزت کی عبادت کے منکرین اور مجرمین کا انجام بتایا گیا ہے کہ تباہی ہے ان سب مجرمین کے لیے۔
- ۵۔ آیات ۳۱ تا ۳۴ میں فرمایا گیا ہے کہ متین لوگ (نا فرمانی سے بچنے والے) قیامت کے روز سایوں اور چشمروں میں ہوں گے اور جو چھل وہ چاہیں گے وہ حاضر ہوں گے۔ اور کھانیں پینیں گے وہ اپنے ان اعمال کے بد لے جو دنیا کی زندگی میں کرتے رہے۔ ہم محسین (عبادت، قیامِ خلافت، اللہ کی حاکمیت، کا احسن عمل کرنے والوں) کو ایسی ہی جزا سے نوازتے ہیں۔ ۳۲۔ جب مجرموں (دین، خلافت، اور روز قیامت کے منکرین) سے کہا جاتا ہے کہ اللہ رب العزت کے آگے جھک جاؤ (ارکو) (دین، خلافت، قیامت کو تسلیم کرو) تو وہ جھکتے نہیں (انکار کر دیتے ہیں)۔ تباہی ہے قیامت کے دن کو جھلانے والوں کی۔ اب اس حدیث (قرآن مجید) کے بعد اور کونسا کلام ایسا ہے۔ جس پر یہ ایمان لا سکیں۔

۳۲۔ ﴿عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ ۚ عَنِ النَّبِيِّ الْعَظِيمِ ۗ الَّذِي هُمْ فِيهِ مُخْتَلِفُونَ ۖ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ۗ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ۗ اللَّهُمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ مِهَدًا ۗ وَ الْجِبَالَ أَوْتَادًا ۗ وَ خَلَقْنَا أَوْجَانًا ۗ وَ جَعَلْنَا تَوْمَلًا سُبَاتًا ۗ وَ جَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۗ وَ جَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۗ وَ بَيْنِنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شَدَادًا ۗ وَ جَعَلْنَا سِرَاجًا وَ هَاجَارًا ۗ وَ أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَعْصِرِ مَاءً ثَجَاجًا ۗ لِنُنْجِحَ بِهِ حَبَّاً وَ نَبَاتًا ۗ وَ جَلَّتِ الْفَافًا ۗ إِنَّ يَوْمَ الْفُصُلِ

گانَ مِيْقَاتًاٰ ۝ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَتَأْتُونَ أَفْواجًاٰ ۝ وَ فُتَحَتِ الشَّاءَءِ فَكَانَتْ أُبَابًاٰ ۝ وَ سُيُّرَتِ الْجِبَالُ
فَكَانَتْ سَرَابًاٰ ۝ إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًاٰ ۝ لِلَّطَّاغِينَ مَا بَاً ۝ لِبِشِينَ فِيهَا أَحْقَابًاٰ ۝ لَا يَدُ وَ قُوَّنْ فِيهَا
بَرَدًا ۝ وَ لَا شَرَابًاٰ ۝ إِلَّا حَيَّبَاهَا وَ غَسَاقًاٰ ۝ جَزَاءً وَ قَافَ ۝ إِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ حَسَابًاٰ ۝ وَ كَذُبُوا بِإِيمَنَنَا
كَذَّابًاٰ ۝ وَ كُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَبًاٰ ۝ قَدْ وَقْوَفَلَنْ تَزِيدَ كُمْ إِلَّا عَدَابًاٰ ۝ إِنَّ لِلنَّعْقِينَ مَفَازًاٰ ۝

(سورۃ النباء: ۱-۳۱)

سورۃ النباء! اس سورہ کا موضوع بھی قیامت اور آخرت کا وقوع پذیر ہونا ہے اور منکرین کو خبردار کرنا ہے۔

اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ بلا شک و شبہ فیصلے کا دن ایک مقررہ وقت ہے۔ ۷۔

”لیکن منکرین کو (ان کی کرتلوں کا) بھر پور بدلہ دیا جائے گا۔ کیونکہ وہ کسی حساب کی توقع نہ رکھتے تھے۔ ۷۔ اور ہماری آیات (احکامات) کو انہوں نے جھٹلا دیا تھا۔ ۲۸۔ جب کہ ہم نے ہر کرتوت گن گن کر لکھ رکھی تھی۔ ۲۹۔ اب چکھومزہ ہم تمہارے لیے عذاب کے سوا کسی چیز میں ہرگز اضافہ نہ کریں گے۔ ۳۰۔ جب کہ متین (نافرمانی سے بچنے والے) کے لیے کامرانی کا مقام ہوا۔ ۳۱۔

وہ قیامت کا دن بحق ہے (واقع ہو کر رہنا)۔ اب جس کا جی چاہے اپنے رب کی طرف پہنچ کا راستہ (دینِ اسلام، نظامِ خلافت، حاکمیتِ الہی) اختیار کر لے۔ ۳۹۔ ہم نے تم لوگوں کو اس عذاب سے ڈرا دیا ہے جو کہ قریب آگا ہے۔ جس دن ہر آدمی وہ سب کچھ دیکھ لے گا۔ جو اس نے اپنے ہاتھوں سے آگے بھیجا تھا (دنیا میں دین، قرآن، نظامِ خلافت کے خلاف کام کیا)۔ تو کافر (منکرِ دینِ حق) پکارا ٹھے گا۔ کہ کاش میں خاک ہوتا۔ ۳۰۔ (سورۃ النباء)

۳۳۔ سورۃ النازعات! اس سورہ کا موضوع بھی قیامت اور زندگی بعد موت کا اثبات ہے اور قرآن و رسول اللہ ﷺ کو جھلانے کا انجام بھی..... اللہ رب العزت نے موسیٰ علیہ اسلام کو حکم دیا کہ، فرعون کے پاس جاؤ وہ با غی (سرکش) ہو گیا ہے۔

﴿فَكَذَّبَ وَعَصَىٰ ثُمَّ أَدْبَرَ يَسْعَىٰ﴾ (النازعات: ۲۱-۲۲)

”اس نے جھٹلایا اور نہ مانا۔ ۲۱۔ پھر چالبازیاں کرنے کے لیے پلٹا۔ ۲۲۔“

﴿فَإِذَا جَاءَتِ الظَّاهِمَةُ الْكُبْرَىٰ ۝ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ مَا سَعَىٰ ۝ وَ بُرْزَتِ الْجَحِيمُ لِمَنْ يَرَىٰ ۝ فَأَمَّا
مَنْ طَغَىٰ ۝ وَ أَثْرَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۝ فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ۝ وَ أَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَ نَهَىٰ
النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ۝﴾ (سورۃ النازعات: ۴۱-۳۴)

”اور لوگوں کو جمع کر کے اس نے پکارا کہ میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں (یعنی ملک میں میرا دین، نظام، حکومت چل رہی ہے)..... پھر جب وہ ہنگامہ عظیم (قیامت) برپا ہو گا۔ ۳۲۔ اس روز انسان اپنا

سب کچھ کیا دھرا یاد کرے گا۔ ۳۵ اور ہر دیکھنے والے کے سامنے دوزخ کھول کر رکھ دی جائے گی۔ ۳۶۔ جس نے بغاوت کی تھی (دنیا میں خود ساختہ نظام باطل میں زندگی گزاری تھی)۔ ۷ اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تھی۔ ۳۸۔ تو دوزخ ہی اس کا ٹھکانہ ہو گی۔ ۳۹ اور جس نے اپنے اللہ رب العزت کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف کیا تھا (دنیا میں) اور نفس کو بری خواہشات سے باز رکھا تھا۔ ۴۰۔ جنت میں اس کا ٹھکانہ ہو گا۔“

۴۲۔ ﴿وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِۚ لِئَلَّا مَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِۚ يَوْمٌ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا وَالْأَمْرُ يَوْمَئِنْ يَلْهُو﴾ (سورۃ الانفطار: ۱۷-۱۹)

”اور تم کیا جانو کہ وہ جزا اوس زادا دن کیا ہے؟۔ ہاں تمہیں کیا خبر کہ وہ جزا اوس زادا دن کیا ہے؟۔ یہ دن وہ ہے کہ جب کسی شخص کے لیے کچھ کرنا کسی کے بس میں نہ ہو گا۔ فیصلہ اس دن صرف اللہ رب العزت کے اختیار (ہاتھ) میں ہو گا۔“

۴۵۔ ﴿يَوْمَ هُمْ بِرِزْوَنَ لَا يَخْفَى عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ الْيَوْمَ تُبَعْدَى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ لَا طُلْمَةُ الْيَوْمِ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ﴾ (المؤمن: ۱۶، ۱۷)

”(اس دن پوچھا جائے گا) آج حکمرانی کس کی ہے؟۔ (تو پورا عالم پکارا ٹھی گا) صرف اللہ رب العزت واحد قہار کی (حکمرانی ہے)۔۔۔ (تو پھر کہا جائے گا) آج کسی پر ظلم نہ کیا جائے گا۔ آج ہر شخص کو اس کی کمائی (عبادت، احسن عمل، اقامت دین) کا اجر دیا جائے گا۔ اللہ رب العزت حساب لینے میں بہت تیز ہیں۔“

اہم نقاط:

- ۱۔ اللہ رب العزت کی طرف سے شیطان کو مہلت (کھلی چھٹی) دی گئی، کہ انسان کو گمراہ کر سکے۔
- ۲۔ تمام انسانوں کو موت کے بعد دوبارہ (قیامت کے دن) اٹھایا جائے گا۔
- ۳۔ قیامت کا دن مقرر کیا گیا ہے۔ جس کا علم صرف اللہ رب العزت کو ہے۔
- ۴۔ گمراہ ہونے سے صرف مخلص لوگ (قرآن پر ایمان، عبادت، قیام دین و خلافت کی کوشش کرنے والے) بچیں گے۔
- ۵۔ مخلص لوگ (عبادت۔ حاکمیت الہی، دین و خلافت کا قیام کرنے والے) ہی صراطِ مستقیم پر ہوتے ہیں۔
- ۶۔ مخلص لوگوں کی اللہ رب العزت را ہمنائی، مدد و استعانت فرماتے ہیں۔
- ۷۔ جو ایمان (قرآن، دین حق پر) نہیں لاتے۔ ان کی شیطان را ہمنائی کرتے، اور وہ گمراہ ہوتے ہیں۔ یہی باطل

پرست ہیں۔

- ۸۔ اصحاب کہف کی دعا کہ رب العزت ہمیں اپنی رحمت (دینِ رحمت) سے نوازیں اور ہمارے امر (مقصدِ زندگی، اقامتِ دین) کے کام میں راہنمائی فرمائیں۔
- ۹۔ اصحاب کہف اور موسیٰ علیہ السلام کے واقعات کا نتیجہ، کہ نظام باطل میں شامل نہیں ہونا اور عبادتِ الہی (قیامِ دین و خلافت) کو نہیں چھوڑنا۔ ورنہ ہلاک ہو جائیں گے۔
- ۱۰۔ قیامت کا دن بالکل قریب ہے لیکن لوگ غفلت میں پڑے ہوئے اس قرآن (دینِ اسلام) سے منہ پھیرے ہوئے پڑے ہیں اور اپنے ہکیل کو دکے نظام میں مصروف ہیں۔ (جیسے آج ہم اسلامی جمہوریت میں)۔
- ۱۱۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے بارے جھگڑنے کا مطلب قرآن (دین، نظام خلافت) کے بارے میں جھگڑا کرنا ہے اس جھگڑے (اختلاف) کی وجہ سے اقامتِ دین (قیامِ خلافت) میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ جس کی پکڑ ہوگی۔
- ۱۲۔ غور اور فکر کی بات یہ ہے کہ جو خالق انسان کو عدم سے وجود میں لا سکتے ہیں۔ تو کیا مکمل انسان کی موت کے بعد، تمہیں دوبارہ زندہ نہ کر سکیں گے۔ یقیناً قیامت کو زندہ کریں گے۔
- ۱۳۔ یقیناً اللہ رب العزت ایمان لانے والوں (دینِ اسلام کو قائم و نافذ کرنے والوں) اور شرک کرنے (خود ساختہ دین چلانے) والوں کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ فرمائیں گے۔
- ۱۴۔ قرآن، عبادت، آخرت، اور دوبارہ زندگی کے منکرین ہی مجرم (مشک) ہیں۔
- ۱۵۔ قرآن مجید جو دینِ حق لے کر آیا ہے۔ وہی اللہ رب العزت کی (انسان کے لیے) رحمت ہے۔
- ۱۶۔ قیامت کو انسانوں کی (اس دینِ حق کی بنیاد پر) باقاعدہ صفت بندی (گروہ بندی) کر دی جائے گی۔
- ۱۷۔ اللہ رب العزت نے تمام انسانیت کو ایک امت بنایا ہے یعنی ایک ہی دین (نظامِ اسلام) دنیا میں زندگی گزارنے کے لیے عطا فرمایا۔
- ۱۸۔ سینات، نظام باطل (خود ساختہ نظام) میں زندگی گزارنے والے لوگوں کو اوندھے منہ دوزخ میں دھکیل دیا جائے گا۔
- ۱۹۔ اے محمد ﷺ! آپ نہ مردوں کو سنا سکتے ہیں اور نہ انہوں و بھروں کو صراطِ مستقیم (قرآن، دین و خلافت، عبادت) پر لاسکتے ہو۔
- ۲۰۔ آپ ﷺ صرف ایمان لا کر دینِ اسلام میں داخل ہونے والوں کو سنا سکتے ہیں۔
- ۲۱۔ آپ ﷺ اعلان کر دیں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے۔ کہ میں اللہ رب العزت ہی کی عبادت کروں (حاکمیتِ الہی، نظامِ خلافت قائم کروں) اور سب سے پہلے دینِ اسلام میں داخل ہو جاؤں (مسلم ہو جاؤں)۔
- ۲۲۔ جن لوگوں نے اللہ رب العزت کے احکامات، ملاقات و حاضری کا انکار کیا وہی لوگ قیامت کے دن اللہ رب العزت

- کی رحمت سے محروم رہیں گے اور دردناک سزا پائیں گے۔
- ۲۳۔ جن لوگوں نے اللہ رب العزت کی آیات (احکامات، قرآن) کو عاجز (ہرانے، ذلیل) کرنے کی کوشش کی ان کو ہی دردناک عذاب ہوگا۔
- ۲۴۔ جو ایمان لائے (نظامِ باطل چھوڑ کر نظامِ حق قبول کیا) اور اعمال صالح کئے (دینِ حق و خلافت کو نافذ کرنے کی کوشش و محنت کی) ان کے لیے مغفرت اور رزقِ کریم ہے۔
- ۲۵۔ جبھی لوگ چیخیں اور چلا گئیں گے اور کہیں گے۔ اے اللہ رب العزت ہمیں یہاں سے نکال لیں۔ اب ہم ان اعمال کے بر عکس اعمال کریں گے جو پہلے دنیا میں کرتے رہے۔ تو اللہ رب العزت پوچھیں گے۔ کیا تمہیں اتنی عمر نہ دی تھی کہ آپ لوگ (قرآن سے) نصیحت حاصل کرتے اور تمہارے پاس ڈرانے والا نہ آیا تھا۔ اب عذاب کا مزہ چکھو۔
- ۲۶۔ اللہ رب العزت نے انسان کو دنیا میں خلیفہ بنایا ہے (حاکم نہیں) جس نے اس کا انکار کیا، وہ اس کی سزا بھگتے گا۔ نظامِ خلافت کا انکار اللہ رب العزت کے غصب (نا راضی) کو بڑھاتا ہے۔
- ۲۷۔ اللہ رب العزت نے حکم دیا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ میری (اللہ) کی عبادت کرنا (قیامِ دین و خلافت کرنا)، یہی صراطِ مستقیم ہے۔ اس کے باوجود شیطان نے غالب اکثریت کو گمراہ کر دیا۔ کیا تم نے عقل و سوچ سے کام نہ لیا تھا۔ اب عذاب جہنم کا مزہ چکھو۔
- ۲۸۔ اے محمد ﷺ! ان سے پوچھو۔ کیا تمہیں دوبارہ پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے یا پہلی بار پیدا کرنا۔ بلکہ تم لوگ دوبارہ پیدا ہونے کے لیے مجرور ہو گے۔
- ۲۹۔ اب ان ظالم لوگوں کو ان کے ساتھیوں اور معبدوں کے ساتھ جہنم کا راستہ دھاؤ۔ اور پوچھا جائے گا کہ کیا ہو گیا ہے؟ اب مد کیوں نہیں کرتے ایک دوسرے کی۔ تو وہ شرم کے مارے سر جھکائے کھڑے ہوں گے۔
- ۳۰۔ اے داؤ دعیلیا! ہم نے آپ کو زمین پر خلیفہ بنایا ہے (حاکم نہیں)۔ لہذا لوگوں کے فیصلے ہمارے دیئے ہوئے دینِ اسلام (شریعت، قوانین و ضوابط) کے مطابق کرو اور اپنی خواہش کی پیروی نہ کرو (اپنے خود ساختہ آئیں، قوانین و ضوابط کے مطابق نہیں)۔ ورنہ اللہ رب العزت کے راستے (دینِ اسلام) سے بھٹک جاؤ گے اور جو لوگ اللہ رب العزت کے دین سے بھٹک جاتے ہیں ان کے لیے شدید عذاب ہے کیونکہ وہ یوم حساب (قیامت) کو بھول گئے۔
- ۳۱۔ تو کیا خیال ہے؟ ہم متقین اور غارکو، ایمان لانے والوں اور اعمال صالح کرنے والوں اور زمین میں فساد کرنے والوں (قتل و غارت کرنے والوں) کو برابر کر دیں گے۔ (قیامت کو حساب لیتے وقت)۔
- ۳۲۔ اللہ رب العزت ہی اللہ (رب، معبود اور حاکم) ہیں۔ اب اگر تم لوگ کفر کرو گے (اللہ کی حاکیت، اور اپنی خلافت کا)۔ تو اللہ رب العزت بے نیاز ہیں (اللہ کو کوئی پروا نہیں)۔ مگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نہیں چاہتے کہ ان کے بندے کفر (دین

حق و خلافت کا انکار) کریں اور اگر تم لوگ شکر کرو (اللہ کی حاکمیت اور اپنی خلافت کو تسلیم کرو)۔ اللہ رب العزت یہی چاہتے ہیں۔

۳۳۔ اللہ رب العزت کی نافرمانی کا کوئی دوسرا (شخص) بوجنہیں اٹھائے گا۔ پھر آنا تو اللہ رب العزت ہی کے پاس ہے۔ وہ پھر تمہیں تمہاری کرتوتوں سے آگاہ فرمائیں گے۔

۳۴۔ احسن عمل (عبادت) کا اجر بھی احسن ہو گا۔ مجھے (محمد ﷺ) کو حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلے اسلام میں داخل ہو جاؤں۔ (اللہ رب العزت کے دینِ اسلام کو غاصل قائم کرتے ہوئے زندگی گزاروں)۔ ورنہ بڑے (قیامت کے) دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

۳۵۔ جو اللہ رب العزت کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرتے (نظامِ غیر اسلام، نظامِ باطل میں زندگی گزارتے) ہیں۔ وہی خسارے میں ہیں۔

۳۶۔ جو لوگ طاغوت کی عبادت سے اجتناب کرتے ہیں اور اللہ رب العزت کی عبادت کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے لیے خوشخبری ہے۔

۳۷۔ کیا ایک آدمی کا غلام اور بہت سارے آدمیوں کا ایک غلام برابر ہو سکتے ہیں۔

۳۸۔ جس نے سچائی (قرآن مجید، دینِ حق) کو پایا، اور اس کی تصدیق کی وہی لوگ عذاب سے بچیں گے۔

۳۹۔ جنہوں نے سچائی (قرآن و دینِ حق) کو جھلکایا، ان منکریں حق کا ٹھکانہ جہنم ہو گا۔

۴۰۔ اللہ رب العزت کی عبادت (احسن عمل، قیامِ دین و خلافت) کرنے والے محسینین اپنی جزا اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے پائیں گے۔

۴۱۔ ہم نے آپ کو دینِ اسلام عنایت کیا ہے۔ اس کو قائم کریں، تفرقد میں نہ پڑیں۔ اس کی دعوت مشرکین کو ناگوار ہے۔

۴۲۔ جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ رب العزت اس کو دین کے لیے چن لیتے ہیں اور اہنمائی بھی کرتے ہیں۔

۴۳۔ جو لوگ قرآن آنے کے بعد تفرقہ میں پڑ گئے، دراصل وہ ایک دوسرے پر ظلم کرنا چاہتے ہیں۔ اگر اللہ رب العزت نے اس کا فیصلہ نہ کیا ہوتا کہ یہ قیامت کو فیصلہ کریں گے۔ تو ابھی تمہیں اختلاف کرنے کی سزادے دیتے۔ حقیقت یہ ہے کہ اہل کتاب لوگ بڑے اضطراب انگیز شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ (جیسے آج ہم ہیں)

۴۴۔ اے محمد ﷺ! آپ لوگوں کو دین کی اقامت (قیامِ خلافت) کی دعوت دیں اور خود بھی اس پر مضبوطی سے قائم ہو جائیں۔ ورنہ ہی لوگوں کی خواہشات کی پرواکریں اور نہ ان کی اتباع کریں۔

۴۵۔ آپ اعلان فرمادیں کہ میں تو قرآن (دینِ اسلام) پر ایمان لا یا اور مجھے حکم ہوا ہے کہ اس کے مطابق تمہارے درمیان

فیصلہ انصاف سے کروں۔

- ۳۶۔ ہمارا اور تمہارا کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ ہمارے اعمال ہمارے لیے (جود دین کی اقامت کے لیے) اور تمہارے اعمال تمہارے لیے (دین شمنی)۔ اور ایک دن (قیامت کو) ہم سب کو اکٹھا کیا جائے گا۔
- ۳۷۔ اللہ رب العزت کے دین (نظام حق، قرآن) کو قبول کرنے کے بعد جو لوگ جھگڑا کرتے ہیں۔ ان کی جنت بازیاں اللہ رب العزت کے نزدیک باطل (جھوٹ) ہیں۔ ان پر اللہ رب العزت کا غضب ہے اور سخت عذاب بھی۔
- ۳۸۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن کو دین حق (نظام حق) بنایا تھا اسے اور لوگوں کے درمیان میزان (حکومت، انصاف) کرنے کے لیے عنایت فرمایا ہے۔ تمہیں کیا معلوم کہ فیصلے کا دن (قیامت) قریب ہی آگیا ہوا اور تم جلدی مچا رہے ہو، اور قیامت کا انکار کرتے ہو اور گمراہی میں بہت دور نکل گئے ہو۔
- ۳۹۔ جو لوگ دنیا میں ہی اپنی کھتی (محنت کا اجر) چاہتے ہیں ان کو دنیا میں ہی دے دیا جاتا ہے اور آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔ اور جو آخرت میں اجر و انعام چاہتے ہیں ان کے اجر میں اضافہ کر دیا جائے گا۔
- ۴۰۔ کیا تم لوگوں نے ایسے شریک بنایے ہیں جنہوں نے خود ساختہ دین (نظام زندگی) بنائے ہوئے ہیں جس کی اللہ رب العزت نے اجازت نہیں دی۔ اگر فیصلہ کا وقت مقرر نہ کیا ہوتا تو اس بات کا فیصلہ ابھی کر دیا جاتا۔ (اتنا بڑا جرم تم کر رہے ہو۔)
- ۴۱۔ یہ آسمان و زمین محض کھیل تماشے کے طور پر پیدا نہیں کئے گئے، بلکہ انسان کو بھی دین حق (نظام حق) کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ لیکن اکثر لوگوں کو علم ہی نہیں ہے۔
- ۴۲۔ اللہ رب العزت ہی تمہیں زندگی اور موت دیتے ہیں۔ وہی قیامت کے دن اکٹھا کریں گے لیکن اکثر لوگ جانتے ہی نہیں۔
- ۴۳۔ اللہ رب العزت ہی حاکم اور مالک ہیں آسمانوں و زمین کے اور اس دن کے بھی جس دن قیامت برپا ہوگی، لیکن باطل پرست (خود ساختہ نظام میں رہنے والے) خسارہ پائیں گے (نقسان انھائیں گے)۔
- ۴۴۔ جو لوگ ایمان لائے (قرآن، دین، اسلام میں داخل ہو گئے) اور اعمال صالح کئے (قرآن و دین کو قائم کرنے کی کوشش و محنت کی) ان کو اللہ رب العزت اپنے دامن رحمت میں پناہ دیں گے۔ یہی اصل کامیابی ہے۔
- ۴۵۔ اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا (قرآن، دین، نظامِ خلافت کا انکار کیا)۔ ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا تمہیں میری آیات (قرآن، احکامات) نہ سنائے گئے تھے؟ تو تم نے تکہر کیا (انکار کیا) تم ہی تو مجرم لوگ تھے۔
- ۴۶۔ اللہ رب العزت نے آسمانوں و زمین کو تخلیق کیا اور تھکنے نہیں۔ وہ اللہ رب العزت مردوں کو دوبارہ زندگی دینے پر پوری قدرت رکھتے ہیں۔ جو قیامت کو دوبارہ زندہ کریں گے۔

۷۵۔ جن لوگوں نے کفر (انکار) کیا ہوگا۔ (قرآن، دین، نظامِ خلافت کا)۔ جب انہیں جہنم کی آگ پر پیش کیا جائے گا تو پھر ان سے پوچھا جائے گا کہ بتاؤ اب یہ قیامت اور دوزخ حقیقت ہیں یا نہیں۔؟ تو پھر وہ تسلیم کریں گے۔ کہ واقعی ہی حقیقت ہیں۔ تو پھر حکم ہوگا کہ اس انکار کے حرم میں اب جہنم کے عذاب کا مزہ چکھو۔

۷۶۔ دنیا میں یہ ہواں اور بارشوں کا نظام وغیرہ اس بات پر شاہد ہیں کہ بلاشبہ قیامت کا دن واقع ہونے والا ہے جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔ جو لوگ دینِ حق (قرآن) سے پھرے ہوئے ہیں اور نظامِ باطل میں مدھوش اور غفلت میں پڑے ہوئے ہیں وہ دھوکے میں ہیں۔ اور پوچھتے ہیں قیامت کب آئے گی وہ اس روز آئے گی جب لوگ آگ پر تپائے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا چکھومزہ اب عذاب کا۔

۷۷۔ ویل (تباهی و بر بادی) ہے ان کے لیے جو قیامت کے دن کو جھلاتے ہیں اور دنیا میں جھٹ بازیوں کے کھیل و تماشہ میں لگے ہوئے ہیں۔ انہیں دھکے دے کر جہنم کی آگ میں دھکیل دیا جائے گا۔ اور کہا جائے گا یہ ہے بدله ان کاموں کا جو دنیا میں کرتے رہے ہو۔

۷۸۔ قیامت کو لوگ تین گروہوں میں تقسیم کر دیئے جائیں گے۔

۱۔ السابقون الا و لون۔ یہ لوگ سبقت (عبادتِ الہی، قیامِ دین و خلافت میں) لے جانے والے ہوں گے اور مقربِ الہی ہوں گے۔

۲۔ دائیں بازو والے۔ جن کا حساب دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ جن کے اعمال صالح (حکمیتِ الہی، قیامِ دین و خلافت کی محنت و کوشش کا) پلڑا بھاری ہوگا

۳۔ بائیں بازو والے۔ جن کا حساب بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ جن کے اعمال کا پلڑا اہلا ہوگا۔

۴۔ اللہ رب العزت کی عبادت اور قیامت کے منکرین (کفار) و مجرمین کا انجام تباہی اور جہنم کا عذاب ہوگا اور بغیر حساب جہنم میں جائیں گے۔

۵۔ متقین اور محسنین کا اجر و انعام جنت کی شکل میں ملے گا۔

۶۔ جن لوگوں نے طغی (بغاویت، سرکشی) کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی، ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔

۷۔ جس نے اپنے اللہ رب العزت کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف کیا تھا (دنیا میں)۔ اور نفس (اپنے آپ) کو بری خواہشات سے باز رکھا۔ اس کا ٹھکانہ جنت میں ہوگا۔

خلاصہ:

﴿مُلِكٌ يَوْمَ الدِّينِ ﴾

۱۔ انسان کو اللہ رب العزت کی عبادت کے لیے پیدا (تخلیق) کیا گیا ہے۔

- ۲۔ عبادت کا مطلب و مقصد اللہ رب العزت کے دین (قرآن، خلافت، حاکمیت الہی) کا قیام و نفاذ ہے۔
- ۳۔ انسانوں کے حساب (عبادت) کے لیے ایک دن مقرر کیا گیا ہے۔ جسے یوم الدین (قیامت کا دن، روز جزا و سزا) کہتے ہیں۔ جس کا علم صرف اللہ رب العزت کو ہے اور وہی اس دن کے بھی مالک اور حکمران ہیں۔
- ۴۔ جو لوگ دنیا کی زندگی میں اللہ رب العزت کی عبادت (قیام خلافت و حاکمیت الہی) کی کوشش و محنت کریں گے۔ وہ گمراہ بھی نہیں ہوں گے۔ اور نہ مشقت و عذاب الہی میں بٹلا ہوں گے۔
- ۵۔ جو لوگ عبادت الہی (قیام خلافت و دین) کا انکار کریں گے۔ وہ لوگ گمراہ ہوں گے اور شیطان (المیس) کے نزغے میں ہوں گے اور ان پر دنیا و آخرت میں اللہ رب العزت کا غضب اور عذاب الہی ہوگا۔
- ۶۔ قیامت کا دن بالکل قریب ہے۔ لیکن لوگ غفلت میں اوندھے منہ پڑے ہوئے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ قیامت کو دوبارہ نہ اٹھائے جائیں گے۔ جب کہ ان کا وجود تک نہ تھا تو اللہ رب العزت نے ایک جرثومہ سے ان کو وجود بخشنا اور ایک جیتا جا گتا بڑا خوبصورت ۶، ۵ فٹ کا انسان بنادیا۔ اب جب کہ اس کا جسم اور وجود موجود ہے تو کیا اس کی موت کے بعد دوبارہ زندہ کرنا اللہ رب العزت کے لیے مشکل ہے؟
- ۷۔ اللہ رب العزت نے انسان کو زمین پر خلیفہ بنانا کر بھیجا ہے مالک اور حاکم نہیں۔ جس کا مطلب ہی یہ ہے کہ انسان اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو حاکم اعلیٰ تسلیم کرتے ہوئے دنیا میں دی گئی امانت (خلافت) کا حق ادا کرے۔ اللہ رب العزت کے تفویض کئے گئے اختیارات، رزق کے ذرائع و وسائل، اور اپنی جسمانی اہلیت و قابلیت (طااقت) اپنے مقصد زندگی (عبادت و خلافت) کے لیے صرف و خرچ کرے۔ لہذا قیامت کے روز انسان سے اس بات کا حساب کارکردگی لیا جائے گا۔ کہ کیا تم نے اس عبادت (قیام خلافت) کے لیے دینے کئے ذرائع و وسائل اور اپنے اختیارات کو اسی کے لیے جائز طور پر استعمال کیا۔ یا اپنی خواہشات و حکمرانی کے لیے ناجائز طور پر استعمال کیا۔

فرمایا محمد ﷺ رسول اللہ نے کہ!

- بندہ مومن کے قدم قیامت کے روز مل نہ سکیں گے، جب تک اس سے پانچ (۵) سوالوں کا جواب نہ لے لیا جائے گا؟
- ۱۔ عمر کہاں گزاری؟ (کیا مقصد زندگی کو پورا کرنے کے لیے، یا اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے)۔
- ۲۔ زندگی میں جوانی کا حصہ کہاں اور کیسے گزارا؟
- ۳۔ مال کہاں سے کمایا؟ جائز یا ناجائز ذرائع سے۔
- ۴۔ اس مال کو کس طرح خرچ کیا اور کہاں خرچ کیا؟ مقصد زندگی (قیام دین و خلافت) کے لیے؟ یا اپنی خواہشات (نظام باطل و حکمرانی) کے لیے؟
- ۵۔ جو علم (قرآن) حاصل کیا۔ اس پر عمل کہاں تک کیا؟ حق عبادت (قیام دین و خلافت) ادا کرنے کو کوشش کی یا نہیں؟

قرآن (دینِ حق و خلافت) پر سمعنا و اطعمنا کیا ہے کیا؟
۸۔ قیامت کے روز تمام انسانوں کو تین گروہوں میں تقسیم کر دیا جائے گا (مقصدِ زندگی، عبادت، قیامِ دین و خلافت کی بنیاد پر)۔

۱..... اصحابِ یمین۔ وہ لوگ جنہوں نے مقصدِ زندگی (عبادت و خلافت) کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش و محنت کی ہو گئی۔

ان کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ ان کو حساب کے مطابق پورا پورا صلحہ و بدلہ دیا جائے گا۔
۲..... اصحابِ شمال۔ وہ لوگ جنہوں نے دینِ اسلام قبول نہیں کیا ہو گا، بلکہ دشمنی کی ہو گی۔ ان کا نامہ اعمال باعیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ یہ شرک و کفر میں مبتلا رہے ہوں گے۔ حقِ عبادت و خلافت ادا کرنے کی بجائے انکار کیا ہو گا اور یہ کہا کرتے تھے کہ کیا جب ہم مرکر مٹی ہو جائیں گے تو کیا دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔؟ تو ان لوگوں کی سزا جہنم ہو گی۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

۳..... الساقوں الاولون۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنی دنیا کی زندگی میں حقِ عبادت (قیامِ دین و خلافت) کے لیے سبقت لے کر (بڑھ چڑھ کر) کوشش و محنت کی ہو گی۔ ان کو جنت کی شکل میں انعام و اکرام سے نوازا جائے گا۔

نوٹ! یہ مسنون دعائیں اللہ رب العزت سے مانگنی چاہیں:

۱... ((اللَّهُمَّ حاسِبِنِي حسَابًا يَسِيرًا))

”اے اللہ رب العزت مجھ سے حساب لینے میں آسانی (زمی) فرمائیں۔“ آمین

۲... ((رَبَّنَا لَا تَوْءُ أخْذَنَا يَوْمَ الدِّين))

”اے ہمارے رب ہمیں قیامت کے روز نہ کپڑنا۔“ آمین



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۖ

یہ سورہ فاتحہ کی چوتھی آیت مبارکہ ہے۔ یہ چار الفاظ پر مشتمل ہے۔ اس آیت مبارکہ میں انسان کی زندگی کا مقصد سمودیا گیا ہے۔ جس میں ایاک کے الفاظ ایسے زور دار ہیں جن میں تخصیص پائی جاتی ہے۔ اس کے بعد کہ جب ہم احمد اللہ رب اعلمین پکار کر اللہ رب العزت کو اپنا اللہ، اور رب تسليم کر چکے ہیں۔ اور معاشرے میں چلنے والے نظام غیر اسلام (دین باطل) سے بیزاری اور لا تعلقی کا انطباق بھی کر چکے۔ اور پھر الرحمن الرحیم زبان سے ادا کر کے اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دین اسلام (دین رحمت) کا مطالبہ بھی کر چکے ہیں۔ اس کے بعد مالک یوم الدین پکار کر ہم دین غیر اسلام کی سزا سے بچنے کی اللہ رب العزت سے گڑگڑا کر استدعا بھی کر چکے ہیں۔ تو پھر اس آیت مبارکہ کے ذریعے ہم اللہ رب العزت سے یہ اقرار اور اظہار کرتے ہیں کہ ہم تو صرف آپ کی عبادت: معاشرے (دنیا) میں کرنا چاہتے ہیں۔ لہذا اس کے لیے استعانت بھی ہمیں صرف اور صرف آپ ہی کی چاہیے۔ کیونکہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

﴿إِنَّمَا يُحِبُّ الَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَأَعْبُدُنِي وَأَقِيمُ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾ (سورۃ طہ: ۱۴)

”میں ہی اللہ رب العزت ہوں میرے بغیر کوئی اللہ (حاکم، رب) نہیں ہے۔ لہذا میری ہی عبادت: کرو۔“
اب قارئین کرام کے ذہنوں میں اٹھنے والے سوالات کا جواب بھی ہمیں قرآن ہی سے پوچھنا ضروری ہے:
۱۔ وہ کونی: عبادت: ہے؟۔ جو ہم ایاک نعبد کے الفاظ ادا کر کے اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے عہد کر رہے ہیں۔ کہ ہم تو صرف اور صرف آپ کی: عبادت: کرنا چاہتے ہیں۔
۲۔ اور یہ بھی اقرار کرتے ہیں۔ کہ؛ استعانت: بھی صرف اور صرف آپ کی ہی چاہتے ہیں۔ تو وہ کیوں اور کس قسم کی استعانت اور اس کو حاصل کرنے کا ذریعہ کیا ہے؟

قرآن کا موضوع

قرآن مجید اور فرقان حمید کا بنیادی موضوع ہی ”مقصد تخلیق انسانیت“ ہے۔ یعنی ”عبادتِ الہی“، انسان کی تخلیق کے متعلق انسانیت کو خطاب کرتے ہوئے رب ذوالجلال یوں فرماتے ہیں:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنََّ وَالْإِنْسََ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (الذاریات: ۵۱ / ۵۶)

”ہم نے جن اور انسانوں کو صرف اور صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔“

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَفَقَّهُونَ﴾ (البقرۃ: ۲۱ / ۲)

”اے بنی نوع انسان اپنے رب العزت (حاکم اعلیٰ) کی عبادت کرو جنہوں نے تمہیں پیدا کیا اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم (نقچ جاؤ) نجات پاؤ۔“

یعنی اللہ رب العزت کے فرمان کے مطابق انسان کو صرف عبادت کے لیے پیدا کیا گیا۔ اور قرآن مجید کے ذریعے انسان کو خطاب کیا جا رہا ہے کہ اللہ رب العزت کی عبادت کرو، تاکہ تم نجات پاسکو۔ لیکن انسان ہمیشہ ”عبادت“ کے مفہوم کے متعلق غلط خیالات اور توهہات کا شکار رہا ہے۔ اپنی غفلت سے اسے فراموش اور اپنی شرارتوں سے مسخ کرتا رہا۔ بلکہ اپنی خواہشات، لائق اور حرص و ہوس کا بندہ بنارہا۔ اور پھر یہی نہیں بلکہ الیس شیطان کے پھندے میں اور اس کے سبز باغ کے سہاروں پر اپنی زندگی کو لٹاتا رہا (ضائع کرتا رہا)۔ جبکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے وعدہ برحق کے مطابق اپنے انبیاء و رسول کے ذریعے ہدایات / کتابیں / صحیحے بھیجتے رہے۔ تاکہ ان سے انسان را ہمائی لیتا رہے۔ اور پھر خاص طور پر اپنے آخری نبی محمد ﷺ کے ذریعے آخری کتاب قرآن مجید کو کتاب ہدایت و نور کی شکل میں اتنا رہا۔ انسان نے اس کتاب کو کہی کوئی اہمیت نہ دی اسے بھی طاقت نیاں پر سجادیا۔ اس سے راہنمائی حاصل کرنے کی بجائے اسے چھوڑ دیا۔ اور اب صورت حال یہ ہے۔ کہ انسانوں کی اکثریت اپنے مقصد زندگی یعنی ”عبادت“ کو سمجھے بغیر دنیا سے واپس دارالآخرت کی طرف جا رہی ہے۔ کجا کہ وہ اپنے مقصد کو سمجھتے اور اس مقصد کو پورا کرنے کی سعی و جهد، کوشش و محنت کرتے جب کہ مقصد زندگی کی ذمہ داری انسان نے خود اپنے ذمہ لی تھی۔

فرمایا رب ذوالجلال نے کہ

﴿إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّلْوَتِ وَالْأَرْضِ وَالْجَبَالِ فَابْيُنَ أَنْ يَعْجِلُنَّهَا وَأَشْفَقُنَّ مِنْهَا وَحَمَلَهَا إِلَيْنَا إِنَّكَ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ﴾ لِسْعَدِ بْنِ الْمُنْقِفِينَ وَالْمُنْفِقِتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَتِ وَيَتُوبَ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَكَانَ اللَّهُ عَفُورًا تَحِيمًا﴾ (الاحزان: ۷۲-۷۳)

”ہم نے اس امانت (عبادت، قیام دین و خلافت) کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو وہ اُسے اٹھانے کے لیے تیار نہ ہوئے اور اس سے ڈر گئے مگر انسان نے اسے اٹھالیا۔ بے شک انسان بڑا ظالم اور جاہل ہے۔ (اس پار امانت کو اٹھانے کا لازمی نتیجہ ہے) کہ اللہ رب العزت منافق مردوں اور عورتوں کو اور مشرک مردوں اور عورتوں کو سزا دیں۔ (یعنی نافرمان، باغی لوگوں کو سزا دی جائے)۔ اور ایمان لانے والے (دین باطل چھوڑ کر دین حق قبول کرنے والے) مردوں اور عورتوں کی توبہ قبول کریں۔ کیونکہ اللہ بزرگ و برتر درگزر کرنے والے اور حرم فرمانے والے ہیں۔ (عبادت کرنے کی محنت و کوشش کی شکل میں) اللہ رب العزت ان کی خطاوں، غلطیوں، کوتاہیوں سے درگزر فرمادیں گے اور ان کی توبہ قبول کر کے ان پر حرم فرمادیں گے۔“

درج بالا آیات میں اللہ رب العزت فرماتے ہیں اس بارہ امانت (عبادت/غلافت) کو انسان نے خود اٹھایا اور ذمہ داری کو قبول کیا۔ اور پھر فرمایا کہ بے شک انسان بڑا ظالم اور جاہل ہے۔ دوسرا الفاظ میں بغیر سوچے سمجھے اور نتائج سے بے پرواہ ہو کر اس بارگراں کی ذمہ داری کو اٹھایا جو کہ بہت بھاری ذمہ داری ہے۔ اور اس کے نتائج انہائی خطرناک اور وحشت ناک ہیں۔

اب اس سے صاف ظاہر ہے اللہ بزرگ و برتر نے نتائج سے اسی وقت آگاہ کر دیا تھا کہ اس ذمہ داری کو کماھنہ، پورا کرنے رنجھانے کی کوشش و محنت کی شکل میں تو بقول کی جاسکے گی اور اجر و انعام و اکرام (جنت) سے نوازا جائے گا۔ لیکن انکار کرنے یا نہ جھانے کی شکل میں جہنم کی سزا بھی دی جائے گی۔

پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ قرآن مجید میں بار بار وارنگ اور تنبیہ بھی کرتے ہیں کہ حضرت انسان اپنی مرضی سے اٹھائی ہوئی ذمہ داری کو نجھانے کی کوشش کرے ورنہ فرمایا کہ

﴿وَيَلِهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَلَقَدْ وَصَّلَيْنَا لِلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَإِلَيْكُمْ أَنْ اتَّقُوا اللَّهَ۝
وَإِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَنِّيَّا حَمِيدًا^⑩ ۚ وَيَلِهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي
الْأَرْضِ ۖ وَكُفُّىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا^⑪ ۚ إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْنَمْ أَيُّهُمَا النَّاسُ وَيَأْتُهُمْ بِأَخْرِيَّنَمْ ۖ وَكَانَ اللَّهُ عَلَى ذِلِّكَ
قَدِيرًا^⑫﴾ (النساء: ۱۳۲-۱۳۳)

”زمین و آسمان میں جو کچھ ہے اللہ رب العزت ہی کی ملکیت ہے۔ اور تم سے پہلے جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی تھی ان کو ہدایت کی تھی اور اب تمہیں بھی ہدایت کرتے ہیں کہ (اس کتاب/قرآن/دین کے مطابق) اللہ سے تقویٰ اختیار کرو (اللہ کی ہدایت کے مطابق کتاب/قرآن/دین کا نفاذ کرو) اور اگر (اپنے اس فرض/عبادت سے) انکار کرو گے تو پھر یاد رکھو کہ زمین و آسمان کا سب کچھ اللہ رب العزت کی ملکیت ہے۔ اور وہ (تمہارے انکار کی یا اقرار کی صورت میں ہر دو شکل سے) بے نیاز ہیں۔ (اللہ رب العزت کو کوئی پرواہ نہیں) کیونکہ ہر چیز کا مالک اور حاکم وہ اللہ حاکم الحاکمین ہیں اور زمین و آسمان کی کارسازی/حاکمیت والوہیت کے لیے کافی ہیں۔ اور اگر وہ چاہیں تو تم کو ہٹا کر تمہاری جگہ دوسرے کو لے آئیں (اس کام/فرض/عبادت کو پورا کرنے کے لیے) اور وہ رب العزت اس کی پوری قدرت و طاقت رکھتے ہیں۔“

۱۔ مختلف انداز سے طرح طرح کی مثالیں دے کر سمجھایا ہے:

لِهِنَا اللَّهُ ربُّ ذِو الْجَلَالِ فَرِمَاتَتِي ہیں کہ

۱۔ ﴿وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ۝ فَابْنَى أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا نُفُورًا^⑬﴾

(بنی اسرائیل: ۸۹/۱۷)

”ہم نے اس قرآن میں لوگوں کو طرح طرح سے مثالیں دے دے کر سمجھایا مگر انہوں نے انکار کیا اور
اکثر لوگ انکار ہی پر جے رہے۔“

پھر فرمایا کہ

۲۔ ﴿ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۚ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَّالًا^{۴۴} وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ وَيَسْتَغْفِرُوا رَبَّهُمْ إِلَّا أَنْ تَأْتِيهِمْ سُنْنَةُ الْأَوَّلِينَ أَوْ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ قُبْلًا^{۵۵} ﴾ (الکھف: ۱۸، ۵۴، ۵۶)

”کہ ہم نے اس قرآن میں لوگوں کو طرح طرح کی مثالیں دے کر سمجھایا مگر انسان بڑا ہی جھگڑا لو واقع
ہوا ہے۔ انسان کے سامنے جب یہ ہدایت / احکامات / کتاب آئے تو اسے مانے اور اپنے رب العزت
کے حضور معانی چاہنے سے آخر ان کو کس چیز نے روک دیا؟۔“ کیا وہ یہ چاہتے ہیں کہ ان کا بھی اگلے
لوگوں کا ساحاں ہو یا عذاب ان کے سامنے آموجود ہو؟“

پھر فرمایا کہ

۳۔ ﴿ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۚ وَلَئِنْ جُعْنَتِهِمْ بِأَيَّةٍ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا مُبْطَلُونَ^{۵۶} ﴾ (الروم: ۳۰، ۵۸)

”ہم نے اس قرآن مجید میں لوگوں کو طرح طرح کی مثالیں دے کر سمجھایا کہ تم خواہ کوئی نشانی لے آؤ
جن لوگوں نے مانے سے انکار کر دیا ہے وہ یہی کہیں گے کہ تم باطل (دین، نظام) پر ہو۔“

درج بالا آیات قرآن مجید میں اللہ بزرگ و برتر انسان کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ ہم نے اس قرآن میں مختلف
مثالیں دے کر اور مختلف انداز اختیار کر کے مقصد تخلیق انسانیت کے متعلق سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ لیکن انسان بڑا ہی
جھگڑا لو اور منکرِ حق ہے اپنے زندگی کے مقصد کو سمجھنے کے لیے اور اللہ احکم الحکیمین کی (عبادت کرنے کے لیے) حکومت کو
ماننے کے لیے تیار نہیں ہے اور انکار پر جمارا ہے۔ آخر کس چیز نے لوگوں کو ماننے اور اللہ رب العزت کے حضور معانی چاہنے سے
روک دیا۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں بار بار یاد کروایا اور غور و فکر کے لیے مختلف مثالیں دے کر سمجھانے کی کوشش
کی۔ مثلاً فرمایا:

۱۔ ﴿ وَفِي الْأَرْضِ أَيُّتُلْمُوْقِنِينَ^{۵۷} لَوْفِيَ الْأَنْفُسِكُمْ ۗ أَفَلَا تُبْصِرُونَ^{۵۸} وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ^{۵۹}
فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ رَبِّ الْحَقِّ يَمْشِ مَا أَنْكُمْ تَنْظُقُونَ^{۶۰} ﴾ (الذاریات: ۱۵، ۲۰، ۲۳)

”کہ زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں یقین (ایمان) لانے والوں کے لیے اور خود تمہارے وجود میں
ہیں۔ کیا تم کو سوچتا نہیں؟۔ آسمان ہی سے رزق اتارا تھا را بھی اور وہ چیزیں جس کا تم سے وعدہ کیا جا رہا

ہے۔ پس قسم ہے آسمان اور زمین کے رب العزت (حاکم اعلیٰ) کی یہ بات حق ہے (کہ اللہ تعالیٰ ہی رب، حاکم مطلق ہیں)۔ ایسی ہی تینی جیسے تم بول رہے ہو۔“ فرمایا رب ذوالجلال نے کہ

۲۔ ﴿خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُورَكُمْ وَإِلَيْهِ الْمُصَبِّرُ ۚ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسْرُونَ وَمَا تُعْنِيْنَ ۖ وَاللَّهُ عَلَيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۚ﴾ (التغابن: ۳۶-۴)

”کہ اللہ بزرگ و برتر نے زمین و آسمانوں کو برق (دین حق پر) پیدا کیا اور تمہاری صورت بنائی اور بڑی ہی عمدہ بنائی اور اسی کی طرف آخر کا تمہیں پہنچا ہے۔ زمین اور آسمانوں کی ہر چیز کا اسے علم ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو۔ سب ان کو معلوم ہے۔ اور وہ دلوں کا حال تک جانتے ہیں۔“

پھر فرمایا رب ذوالجلال نے کہ

۳۔ ﴿نَحْنُ خَالِقُنَا مَفْكُولُ لَا تَصِّنِّعُونَ ۚ أَفَرَءَيْتُمْ مَا تُمْنَوْنَ ۚ إِنَّمَا تَحْكُمُونَ ۚ أَمْ نَحْنُ نَحْنُ الْخَلِقُونَ ۚ ۙ نَحْنُ قَدْرُنَا بَيْنَنَا الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمُسْبُوقِينَ ۚ عَلَىٰ أَنْ تُبَيِّنَ أَمْتَاكَكُمْ وَنُنْشِئُكُمْ فِي مَا لَا تَعْلَمُونَ ۚ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشَآةَ الْأُولَى فَكُوْلُ لَا تَدَرِّكُونَ ۚ﴾ (الواقعہ: ۵۶-۶۲)

”ہم نے تمہیں پیدا کیا پھر کیوں قدرتیں نہیں کرتے؟۔ کبھی تم نے غور کیا یہ نظرے جو تم ڈالتے ہو اس سے بچھتم بناتے ہو یا اس کو بنانے والے ہم ہیں؟۔ ہم نے تمہارے درمیان موت کو تقسیم کیا ہے۔ اور ہم اس سے عاجز نہیں ہیں کہ تمہاری شکلیں بدل دیں اور کسی ایسی شکل میں تمہیں پیدا کر دیں جس کو تم نہیں جانتے۔ اپنی پہلی پیدائش کو تم جانتے ہو، پھر کیوں سبق نہیں لیتے؟۔“

درج بالا آیاتِ کریمہ میں اللہ رب العزت زمین و آسمان کی نشانیوں کو پیش کر رہے ہیں کہ اللہ حکم الحاکمین کی حاکمیت پر لقین اور ایمان لانے کے لیے اگر غور و فکر کرو تو کائنات کو اللہ رب العالمین کی حاکمیت اور اس کے نظام / دین پر چلتے ہوئے پاؤ گے۔ اور یہ محسوس کرو گے کہ ان کو قضوں اور کھلیں اور تمہارے کے طور پر نہیں بنایا گیا بلکہ اس کا ذرہ ذرہ با مقصد اور منظم و مربوط نظام میں جگڑا ہوا نظر آئے گا۔ زمین کی ہر چیز انسان اور دوسری تمام خلائق کے لیے رزق کے وسائل اور معیشت کے اسباب پیدا کر رہی ہے۔ تمام جہادات، بناたں اور حیوانات (جانور، پرندے، کیڑے مکوڑے وغیرہ) ہر چیز انسان کے لیے بالواسطہ یا بلا واسطہ مسخر کر دی گئی جنہیں انسان اپنی ضرورت و افادیت کے لیے جس طرح چاہتا ہے استعمال کر رہا ہے۔ اور رب کائنات کا خالص دین (نظام) منظم و مربوط طریقہ سے زمین و مافیہا پر چل رہا ہے۔ اسی طرح آسمانوں اور مافیہا کی تمام خلائق بھی بالواسطہ انسان کے لیے اللہ رب العزت کے قانون / دین کے مطابق خدمت پر مامور ہیں۔

پھر اللہ رب العزت نے خود انسان کی تخلیق پر غور کرنے کی دعوت دی ہے کہ کبھی تم نے غور کیا کہ نطفہ تم ڈالتے ہو تو کیا پچھ تم بناتے ہو یا ہم بناتے ہیں؟ کیا تم میں طاقت ہے کہ نطفہ ڈالنے کے بعد بچہ بھی خود بنادو؟ اور پھر اس کی موت و حیات بھی ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔ جب جہاں جس سٹج پر چاہیں موت دے دیں۔ پھر ہم تمہاری شکل بدل دیں۔ تمہیں بغیر بازوؤں کے، بغیر ٹانگوں کے، بغیر آنکھوں کے، اور بغیر کانوں کے یا دوسرے اعضاء کے بنادیں یا تمہیں کسی اور شکل میں تبدیل کر دیں، جس کا تمہیں علم بھی نہیں، جب کہ تم اپنی پہلی پیدائش کو بھی تو نہیں جانتے۔

پھر یہی نہیں تمہارے اپنے جسم وجود میں بہت سی نشانیاں ہیں جس پر کبھی تم نے غور کیا ہے؟۔ تمہاری صورت ہم نے بہت خوبصورت اور عمدہ بنائی۔ کبھی تم نے سوچا اس کے بارے میں، ہم تمہاری صورت و شکل کوئی اور بنادینے تو پھر تم کیا کر سکتے تھے۔ یہ تو تم جانتے ہو کہ تم کیسے پیدا کیے گئے ہو۔ یہ بھی ہمارا دین / قانون / ضابطہ ہے جس کے تحت تمام انسانوں کی پیدائش ہو رہی ہے۔ دنیا کے ہر گھر میں انسان کی پیدائش کی چھوٹی چھوٹی فیکٹریاں لگی ہوئی ہیں۔ باپ کے صلب سے منی کا قطرہ رحم مادر میں منتقل ہوتا ہے پھر رحم مادر میں نطفہ بنتا ہے۔ رحم مادر کوئی قبر سے کچھ کم تاریک نہیں ہے۔ کس طرح ایک ذرہ بے مقدار کو نشوونما دے کر دل و دماغ، آنکھ کان، ہاتھ پاؤں اور دوسرے اعضاء و جوارح بنائے گئے۔ پھر پروش کر کے ایک زندہ خوبصورت انسان بنایا گیا۔ پھر عقل و شعور، علم و حکمت، صنعت و ایجاد اور تدبیر و تحریر کی حریت انگیز صلاحیتیں عطا کی گئیں۔ کیا یہ سب کچھ اللہ کے منظم و مربوط نظام / دین کی نشاندہی نہیں کر رہا ہے۔ کیا یہ مجذہ مردوں کو دوبارہ جلا اٹھانے سے کچھ کم عجیب ہے۔ اس مجذہ کو ہر روز اپنی زندہ آنکھوں سے دیکھنے ہیں رہے ہو۔ تو پھر اس سے کیوں سبق نہیں لیتے کہ ایسے ہی اللہ رب العزت کی قدرت کاملہ سے زندگی بعد موت، حشر و شر اور جنت و دوزخ کا مجذہ بھی رونما ہو سکتا ہے۔

پھر تم اپنے جسم کے اعضاء و جوارح کو کام کرتے ہوئے نہیں دیکھ رہے کہ آنکھوں کو قوت بینائی کس نے دی ہے۔ اس کا کام صرف دیکھنا ہے۔ کانوں کو قوت ساعت دی ہے۔ ناک کو قوت شامہ دی ہے۔ منہ اور دانتوں کو چبانے کی قوت دی ہے۔ اور اور نظام ہضم کو غذا ہضم کرنے کا کام سونپا گیا ہے۔ علی ہذا القياس تمام اعضاء کو اپنے کام تفویض کیے گئے ہیں۔ اور سب اپنے اپنے کام مربوط و منظم نظام کے تحت کر رہے ہیں۔ یعنی تمہارے جسم پر بھی ہمارا ہی نظام رہ دین روانیں کار فرمائیں۔ تمہارے اعضاء سرمواس نظام رہ دین سے انحراف نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہی اللہ رب العزت کے فطری قانون رہنمایاں رہ دین کی خلاف ورزی کر سکتے ہیں۔ اور نہ ہی آزادی و خود مختاری کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔

﴿فَمَا يَأْكُلُ بَعْدُ بِاللّٰهِ﴾ (سورۃ التین)

تو پھر اے حضرت انسان تو ہمارے (یعنی رب العالمین کے) بھیجے گئے پیغام / دین / رکتاب نور ہدایت سے کیوں انکار کر رہا ہے؟ کیوں انحراف کر رہا ہے؟ کیوں اس سے آزادی و خود مختاری کا دعویٰ کر رہا ہے؟ کیوں رب کائنات کے قانون / دین / نظام کے علاوہ اپنے خود

ساختہ آئیں / نظام / دین چلا کر اپنے رب کی بغاوت کر رہا ہے۔ اللہ رب العزت تمہیں اس آخری نبی محمد ﷺ کے ذریعے یہی گئی آخری کتاب / قرآن کے ذریعے دعوت (عبادت کے لیے) فکر عمل دے رہے ہیں کہ ذرا سوچ تو سبھی تمہارا مقصود تخلیق کیا ہے؟ اور تو کیا اس اپنے مقصد تخلیق کو سمجھ رہا ہے؟ اس کو پورا کرنے کی کوشش کر رہا ہے؟ اس کے مطابق اپنی کرہ ارض کی زندگی جو کہ صرف چند ایام کی ہے۔ گزار رہا ہے؟۔

جب کہ اس مقصد تخلیق کو پورا کرنا تمہارا فرض عین ہے۔ اور یہی تمہارے ذمہ لگائی گئی عبادت الہی ہے۔

ب۔ قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ

انسان کا اسی عبادت الہی کے حق کو ادا کرنے اور ابلیس کی رکاوٹوں کا مطالعہ (Study) کرنے کے لیے اللہ رب العزت نے ایک تجربہ کیا جسے ہم ”جنت میں تجربہ دو کرداروں کا“ کہہ سکتے ہیں Allah Almighty took an experiment in the Practical Lab of Jannah

کردار؟

۱۔ آدم و حوا ۲۔ ابلیس (شیطان)

آزمائش:..... درخت کے پھل کی ممانعت (اللہ تعالیٰ کا حکم)

عمل (Practical): اللہ رب العالمین نے حکم دیا کہ آدم و حواب جنت (Rest House) میں آرام و آسائش کے ساتھ ٹھہریں۔ اس میں جہاں چاہیں رہا شکھیں۔ جو چاہیں کھائیں اور پین۔ جنت کا لباس (بہترین) پہنیں۔ مگر درج ذیل قواعد و ضوابط کی پابندی کریں۔

قواعد و ضوابط:

- ۱۔ فلاں درخت کے پاس نہ جائیں اور نہ پھل کھائیں۔
- ۲۔ ابلیس (شیطان) تمہارا شمن ہے اس کو اپنا شمن سمجھ کر رہیں۔ اس کے دھوکے میں نہ آئیں۔
- ۳۔ اللہ رب العزت کا حکم نہ مانے / یا خلاف ورزی کرنے کی شکل میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی حفاظت و نصرت سے محروم ہو جائیں گے۔

۳۔ اور پھر تم لوگ مصیبت میں پڑ جاؤ گے (یعنی دنیا کی زندگی اختیار کرنا پڑے گی)۔

مشاہدہ (Observation)

- ۱۔ شیطان نے پھسلا یا اور دھوکہ دیا، یہ کہہ کر کہ ابدي زندگي پاو گے یا فرشتہ بن جاؤ گے۔
- ۲..... لازوال / حکومت (حاکم بن جاؤ گے) و سلطنت حاصل ہوگی۔



۲۔ آدم و حوا (میاں بیوی) دھوکے میں آگئے۔
ا..... ممنوعہ درخت کا پھل کھالیا۔ (جس سے منع کیا گیا تھا)
ب..... دونوں کے ستر کھل گئے۔ جنت کا لباس اتر گیا اور شرمندگی رنامت سے جنت کے پتوں سے اپنے آپ کو ڈھانپنے لگے۔ دوسرے الفاظ میں اللہ رب العالمین کی حفاظت و نصرت سے محروم ہو گئے۔

نتیجہ (Result)

- ۱۔ آدم و حوا دھوکے میں آ کر اپنے رب العزت کی نافرمانی کر بیٹھے۔
- ۲۔ راہ راست سے بھٹک گئے۔ (مقصد زندگی بھول گئے) یعنی عزم میں پختہ نہ نکل لیکن فوراً۔
ا..... اللہ رب العزت سے اپنی نافرمانی کی توبہ کر لی یعنی واپس راہ راست پر آ گئے۔
ب..... اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول کر لی اور ہدایت بخشی را مقتیم دیکھائی۔
ج..... پھر اللہ رب العالمین نے دوبارہ برگزیدہ کر لیا۔
- ۳۔ جبکہ اس سے پہلے ہی تخلیقِ آدم کے وقت ابلیس شیطان نے تکبر کیا اور اللہ رب العالمین کا حکم مانے سے انکار کر دیا اور مغضوب ٹھرا۔

چند حقائق اور ان کا جائزہ؟

- ۱۔ انسان کے اندر شرم و حیا کا جذبہ ایک فطری جذبہ ہے۔
- ۲۔ شیطان انسان کو سیدھی راہ سے ہٹانے کے لیے ”شرم و حیا“ پر ضرب لگاتا ہے۔
- ۳۔ انسان کی یہ بھی فطرت میں ہے۔ کہ وہ ”کھلی برائی کی دعوت کو قبول نہیں کرتا۔“ بلکہ دھوکہ اور فریب کھاتا ہے۔
- ۴۔ انسان کے اندر عزم کی ناچیختگی پائی جاتی ہے (بار بار اپنے مقصد زندگی رعایت کو احکاماتِ الہی کو بھولتا ہے)۔
- ۵۔ انسان کے اندر لالج، حرص و ہوس، بشریت سے بالاتر مقام کی آرزو یا حیاتِ جاوداں اور لا زوال سلطنت کے مالک (حاکم) بننے کی پیاس موجود ہے۔
- ۶۔ جب حرص و ہوس یا شیطان کے پھسالنے پر اللہ رب العزت کے احکامات کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ تو پھر اللہ رب العالمین کی حفاظت و نصرت نصیب نہیں ہوتی۔
- ۷۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات دین کی پابندی کرنے سے ہی حفاظت و نصرت نصیب ہوتی ہے۔
- ۸۔ شیطان ابلیس نے اس تجربہ و مشاہدہ میں یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی کہ انسان اس فضیلت، مقام و مرتبہ کا مستحق نہیں جو اسے ”خلافت“، عطا کر کے دیا گیا۔ بلکہ اس میں ابلیس نے شکست کھائی اس لیے کہ۔
ا..... انسان نے خود برائی کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ بلکہ فضیلت اللہ رب العزت نے عطا فرمائی۔ جب کہ ابلیس نے تکبر اور

بڑائی کا دعویٰ خود کیا تھا۔

ب.....شیطان نے غرور و تکبر خود کیا اور نافرمانی اختیار کی۔ جبکہ انسان نے خود نافرمانی نہیں کی اور نہ تکبر کیا۔ بلکہ شیطان کے دھوکے میں بیٹلا ہوا۔

ج.....انسان شر کی کھلی دعوت کو قبول نہیں کرتا بلکہ خیر سمجھ کر دھوکا کھاتا ہے۔

د.....انسان نے شیطان کی طرح تکبر اور سرکشی نہیں کی اور نہ ہی اس پر ضد کی، بلکہ غلطی کا احساس ہوتے ہی تو بے کی اور اطاعت و احکامات الہی کی طرف پلٹتا۔

ر.....معافی مانگ کر اپنے رب العزت کے دامن رحمت میں پناہ ڈھونڈنے لگا۔ اور پھر اللہ رب العزت نے معاف کر کے اپنے فضل و رحمت (دین رحمت) کے دامن میں لے لیا۔

۹۔ درج بالا حقائق کی روشنی میں انسان اور ابلیس کے راستے بالکل میز (جدا) ہو گئے جو انسان کے لیے دنیا کی زندگی میں باعثِ سبق ہیں۔

شیطان کا راستہ	انسان کا راستہ
شیطان کا کام دھوکا دینا اور اغوا کرنا ہے۔	شیطان کے اغوا کی مراجحت کرے اور دھوکے سے بچے۔
شیطان کا کام دشمنی کرنا اور چالیں چلانا ہے۔	اپنے ازی دشمن کی چالوں کو سمجھے اور چوکنار ہے۔
غلطی رکنا اور راستہ بھولنے کی شکل میں اپنے رب / دین / اللہ کی نافرمانی پر اڑ جانا اور غلطی رکناہ تسلیم نہ کرنا۔	غلطی رکنا اور راستہ بھولنے کی شکل میں اپنے رب / دین / سید ہے راستے کی طرف پلٹنا۔
ابلیس کا کام ہے بڑائی اور غرور و تکبر کرنا۔	بڑائی کا دعویٰ نہ کرنا، غرور و تکبر سے بچنا۔
راستہ بھولنے / غلطی کرنے پر بار بار معافی مانگنا، اپنے رب کی طرف غرور و تکبر کر کے اپنے رب العزت کا مغضوب پلٹنا تو بہ کرنا / یعنی دین باطل چھوڑ کر دین اسلام میں داخل ہو جانا۔	کھہرنا۔

۶۔ انسان دین اسلام کے (Package) میں داخل ہو کر اپنے رب العالمین کے دامن رحمت، حفاظت و نصرت میں پناہ لیتا ہے۔ جبکہ خلاف ورزی کی شکل میں انسان شیطان کے حوالے ہو جاتا ہے۔ اور اللہ کی حفاظت و نصرت سے محروم ہو جاتا ہے۔

درج بالا حقائق کی روشنی میں اللہ رب العزت نے انسان کو زمین پر بطور غلیفہ تعینات کر کے بھیجا اور درج ذیل انعام کیے اور ہدایات دیں۔

۱۔ مقصود زندگی کا علم دیا اور السست بر بکم کا عہد لیا:

فرمایا کہ

۱۔ اللہ رب العزت کو والہ (رب، حاکم) بنا کر دنیا میں زندگی گزارنا ہے۔

۲۔ نہ خود ربو بیت کا دعویٰ کرنا ہے اور نہ ہی کسی دوسرے کو رب (حاکم) بنانا ہے۔

۳۔ رب سے مراد حاکم تسلیم کر کے زندگی گزارنا ہے۔

۴۔ الہ، رب، حاکم کا مطلب و مقصود یہ ہے کہ صرف اور صرف اللہ رب العزت کے احکامات کو مانتے ہوئے زندگی گزارنا ہے۔ یعنی دینِ اسلام (پیغمبر) کے مطابق زندگی گزارنا ہے۔

۵۔ اور اگر پہلے آباؤ اجداد نے نظامِ باطل چلا کر شرک شروع کیا ہوا ہے تو اے انسان تو نے اس میں شامل نہیں ہونا ہے۔ بلکہ اللہ رب العزتِ نظامِ حق کی طرف پلٹنا ہے۔ اور نظامِ خلافتِ حاکمیتِ الہی میں زندگی گزارنے کی کوشش و محنت کرنا ہے۔ (آمِنُوا وَعَمِلُ صَالِحٍ كَرْتَهُ رَهْنَا هے)

۶۔ دنیا میں بھیجنے سے پہلے اللہ رب العزت نے وعدہ کیا کہ زندگی گزارنے کے لیے ہدایات/احکامات/دین/رکتاب برابر اپنے انیاء/رسل کے ذریعے بھیجنے ہوں گا۔

۷۔ جو لوگ را انسان میرے احکامات/دین/رکتاب کے مطابق اپنی زندگی (عبادتِ الہی، خلافت قائم کر کے) گزاریں گے ان کو کوئی رنج، غم، تکلیف اور مشق نہ آئے گی اور نہ ہی وہ لوگ گمراہ ہوں گے اور نہ راہ راست سے بھکیں گے۔

۸۔ اب دنیا میں جاری ہے ہو وہاں محتاط (تقویٰ سے) رہ کر زندگی گزارنا کہیں پھر اپنے ازیٰ دشمن سے دھوکا نہ کھانا۔ ا..... اسے/شیطان کو دشمن سمجھ کر زندگی گزارنا اور اس کے شر سے ہر وقت اللہ رب العزت کی پناہ طلب کرتے رہنا۔

(اعوذ پڑھ کر)

ب..... اس (شیطان) کی عبادت نہ کرنی شروع کر دینا۔ یعنی اس کے راستوں/ہدایات پر عمل نہ کرنا۔

ج..... ورنہ جس طرح اس (شیطان) نے جنت میں تمہیں نگاہ کر دیا تھا۔ اسی طرح دنیا میں تمہیں نگاہ کر دے گا۔ اور پھر تم میری حفاظت، رحمت و نصرت سے محروم ہو جاؤ گے۔

د..... جس طرح تمہیں جنت سے نکلوایا تھا۔ اور پھر تم مصیبت میں پڑ گئے۔ اور اب تمہیں دنیا میں مسائل و مصائب کی زندگی گزارنی پڑ رہی ہے۔ اسی طرح اب پھر دھوکہ کھا کر کسی اور مصیبت میں نہ پڑ جانا۔ (یعنی جہنم کی مصیبت میں نہ پڑ جانا) کیونکہ جو لوگ اس مردود شیطان کی پیروی رعایت کریں گے اس کے راستوں پر چلیں گے ان کو اس کے ساتھ ہی جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

ب۔ ضروریاتِ زندگی کا علم اور اختیارات دے کر دنیا میں بھیجا
 زندگی کے تمام شعبہ جات کا علم اور ضروریات زندگی کا بندوبست بھی کیا اور زمین و آسمان کو مسخر کر دیا۔ اور تمام حکماء
 کے کارندوں کو حکم دیا کہ انسان کی تمام ضروریات زندگی کو پورا کیا جائے۔ اور کارخلافت میں رکاوٹ نہ ڈالی جائے۔ اور کام
 کرنے کے تمام اختیارات دے کر انسان کو زمین پر بسا یا۔ یہ علم (معلومات) ہمیں صرف قرآن مجید ہی دیتا ہے اور انسان کی
 راہنمائی کرتا ہے جب کہ دنیا کی کوئی اور کتاب یہ معلومات نہیں دیتی اور نہ ہی کوئی اور انسان کے پاس علم کا ذریعہ ہے۔ جس
 سے انسان کی زندگی کا مقصد معلوم ہو سکے۔ (بحوالہ سورۃ البقرۃ: ۳۰ تا ۳۹، سورۃ الکہف: ۵۰ تا ۵۷، سورۃ طہ: ۱۱۵ تا ۱۲۳،
 سورۃ الاعراف: ۲۳ تا ۲۴، سورۃ الحج: ۲۳ تا ۲۴)



عبدات کیا ہے؟ (انسان کا مقصدِ تخلیق)

ملکی اور مین امکلکی، قومی اور مین الاقوامی سطح پر ہر جگہ اصل مسئلہ، تنازع، بھگڑا یا تکڑا، خیر و شر، نظام حق اور نظام باطل، قانون یا نظام کا ہے۔ موجودہ تناظر میں دنیا کے تمام ممالک کو دیکھا جائے تو نظام زندگی اگر فرد واحد کے تحت چل رہا ہے۔ تو مروجہ اصطلاح میں اسے شخصی ڈیکٹیٹر شپ (آمریت) کہتے ہیں۔ اگر کسی خاص طبقہ یا جماعت کے تحت ہے۔ تو اسے اشتراکیت کا نام دیا جاتا ہے۔ اور اگر عوام یا جمہور کے تیار کردہ قانون پر مبنی نظام چل رہا ہے تو اسے جمہوریت کہتے ہیں۔ چونکہ یہ تمام نظام یا قانون انسانوں، بندوں کی خواہشات کے مطابق بنائے اور چلائے جا رہے ہیں۔ لہذا انہیں اسلام (قرآن) کی زبان میں دینِ باطل یا نظامِ طاغوت کہتے ہیں۔ جب کہ یہی نظام طاغوت اللہ رب العزت کی بغاوت ہے۔ دراصل یہی اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے کفر اور شرک ہے۔

اسی کے متعلق اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ۔

﴿أَمْ لَهُمْ شُرٌّ كُوَاشَرٌ عَوَالَهُمْ مِنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَأْذِنْ بِهِ اللَّهُ وَ لَوْلَا كَلِمَةُ الْفُضْلِ لَقُضِيَ بِيْنَهُمْ وَ إِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (الشوری: ۲۱۴۲)

”کیا یہ لوگ کچھ ایسے شریک رکھتے ہیں جنہوں نے ان کے لیے دین (نظام) کی نوعیت رکھنے والا ایک ایسا طریقہ (شریعت/قانون، آئین) مقرر کر دیا ہے۔ جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت (اذن) نہیں دی؟ اگر فیصلہ کا وقت (بات) پہلے طے نہ ہو گیا ہوتا تو ان کا قصہ ابھی چکا دیا جاتا۔ یقیناً ان ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے۔“

اس کے برعکس اگر انسان کا قانون نظام رہیں آئین خالق انسانیت کے عطا کردہ قانون رہیں رہنما کتاب پر مبنی ہو تو دینِ اسلام (قرآن) کی اصطلاح میں اسے ”خلافت“ کا نظام کہتے ہیں۔ فرمایا رب ذوالجلال نے کہ ﴿إِنَّ جَاعِلَ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾ ”کہ میں زمین پر اپنا خلیفہ (گورنر) بنانے (تقریر کرنے) والا ہوں۔“ (البقرۃ: ۳۰۰۲)

یعنی کہہ ارض پر اللہ احکم الحکمین کا قانون فطرت جو پوری کائنات پر چل رہا ہے۔ وہ انسانی زندگی پر نہیں چلے گا۔ بلکہ انسان بھیثیت ”خلیفہ“ اللہ رب العالمین کا قانون/ قانون رہنما کی زندگی میں قائم کر کے یعنی چلا کر اپنی زندگی گزارے گا۔ اپنی مرضی سے یا اپنا قانون رہنما کی زندگی نہیں گزارے گا۔ یہی خلیفہ کا مطلب ہے۔ ہاں اس کو اختیار ہوگا کہ وہ چاہے تو اللہ رب العزت کے دینے ہوئے دین رہنما کو اپنی زندگی میں چلائے یا نہ چلائے۔ ﴿إِما

شاکرًا و إِمَّا كُفُورًا ﴿۱﴾ اگر چلائے گا رقائق کر کے زندگی گزارے گا تو دنیا میں امن و سلامتی اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت و نصرت پائے گا۔ اور آخرت کی ابدی زندگی میں انعام اکرام سے نوازا جائے گا۔ اور اگر انکار کرے گا۔ تو دنیا کی زندگی میں ذلت و رسولی اور معيشت زندگی تک پائے گا اور آخرت میں جہنم کا ایدھن بنے گا۔ اسی بات کو ایک دوسری جگہ پر انسان کو اپنا مقصد زندگی کو سمجھانے کے لیے دوسرے انداز میں بات کی ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

۱- ﴿۱۷۴﴾ يَرْجِعُونَ ﴿۱۷۵﴾ (الاعراف: ۱۷۲-۱۷۳) ﴿۱۷۶﴾
 وَإِذَا أَخَدَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ دُرِّيَّتِهِمْ وَأَشَهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَلَّا سُنْتُ بِرَبِّكُمْ
 قَالُوا بَلٌ شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ ﴿۱۷۵﴾ أَوْ تَقُولُوا إِنَّا أَشْرَكَ أَبَاءُنَا
 مِنْ قَبْلٍ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِنْ بَعْدِهِمْ ﴿۱۷۶﴾ أَفَنْهَلُكُنَا بِسَاقَعَ الْمُبْطِلُونَ ﴿۱۷۷﴾ وَكَذَلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَتِ وَلَعَلَّهُمْ
 يَرْجِعُونَ ﴿۱۷۸﴾

”اے بنی آدم! لوگوں کو یاد دلا وہ وقت جب کہ تمہارے اللہ رب العزت نے بنی آدم کی پستوں سے ان کی ذریت (نسل) کو نکالا تھا۔ اور انہیں خود ان کے اوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا تھا۔ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے جواب دیا! ضرور کیوں نہیں! آپ ہی ہمارے رب العزت (حاکم اعلیٰ) ہیں ہم اس پر گواہی دیتے ہیں۔ یہ ہم نے اس لیے کیا کہ کہیں تم قیامت کے روز (جب واپس ہمارے پاس آؤ گے) تو یہ نہ کہنا ”کہ ہم تو اس بات سے بے خبر تھے۔“ (کہ آپ ہمارے رب ہیں رحکم ہیں) یا یہ نہ کہنے لگو کہ ”شک (نظام باطل) کی ابتداء تو ہمارے باپ دادا نے ہم سے پہلے کی ہوئی تھی، اور ہم تو بعد میں ان کی نسل سے پیدا ہوئے۔ پھر کیا آپ ہمیں اس قصور میں کپڑتے ہیں۔ جو باطل پرست لوگوں نے کیا تھا (یعنی نظام باطل راجح کیا ہوا تھا) دیکھیں؟ اسی طرح ہم آیات (احکامات) واضح طور پر پیش کرتے ہیں اور اس لیے کرتے ہیں کہ یہ لوگ پلٹ آئیں (یعنی اللہ کی حاکمیت دین اسلام / نظام خلافت کی طرف آجائیں اور نظام باطل رجایلیت کو چھوڑ دیں)۔“

درج بالا آیات مبارکہ میں اللہ بزرگ و برتر نے نظام باطل (شک) کو چھوڑنے اور اپنے دین / کتاب / احکامات کو اپنا آئیں و قانون زندگی بنانے کو انسان کا مقصد تخلیق (زندگی) فرمایا ہے اور واضح طور پر فرمایا کہ مجھے رب بننا کر دنیا میں زندگی گزارنی ہے۔ میرے دین اسلام کو قائم کر کے دنیا میں رہنا ہے۔ باطل پرستوں کے باطل نظام سے اجتناب کرنا ہے اور میرے دین حق کی طرف لوٹ آنا ہے۔ یعنی میرے دین اسلام کو قائم کرنا ہے۔ اسی مقصد زندگی کو سمجھانے کے لیے اللہ رب العزت نے رسول اللہ ﷺ کو فرمایا کہ اہل کتاب کو اس انداز سے بات سمجھائیں۔

۲۔ پھر فرمایا رب ذوالجلال نے کہ

﴿۱۷۹﴾ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابُ تَعَالَوْ إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَّاً لَمْ بَيْنَكُمْ أَلَا تَعْبُدُ إِلَّا اللَّهُ وَلَا شُرِكَ لِهِ شَيْئًا وَلَا

يَتَخَذَّ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ ۖ قَاتِلُوْنَ تَوْكِيدُوا الشَّهَدُوْنَ وَإِنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿٤﴾

(آل عمران: ٦٤/٣)

”اے نبی ﷺ! آپ فرمادیں اے اہل کتاب! آئیے اس کلمہ طیبہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کی طرف جو آپ کے اور ہمارے درمیان مشترک ہے۔ کہ ہم اللہ بزرگ و برتر کے بغیر کسی اور کی عبادت (حاکمیت، دین قائم) نہ کریں اور نہ ہی اللہ رب العزت کا کسی کو ہم شریک بنائیں (یعنی کسی اور کی عبادت، حاکمیت قائم نہ کریں) اور نہ ہی ہم ایک دوسرے کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے مقابلے میں رب (حاکم) بنائیں۔ اگر وہ منہ موڑیں رہے مانیں تو آپ کہہ دیں کہ گواہ رہو ہم تو مسلم (ہم نے دینِ اسلام کو قبول کر لیا ہے) ہیں۔“
اسی مقصدِ زندگی کو سمجھانے کے لیے اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں مختلف انداز اختیار فرمائے ہیں۔ تاکہ انسان اپنے مقصدِ تخلیق اور زندگی کے مقصد کو سمجھ کر دنیا کی زندگی گزارنے کی کوشش و سعی کرے۔ اور دنیا کی زندگی میں امن و سلامتی اور راحت و سکون اور اللہ رب العالمین کی حفاظت و نصرت پائے۔ اور پھر اخروی زندگی میں اللہ رحیم و کریم کے انعامات واکرام کو جنت کی شکل میں پائے۔

عبادت کو سمجھانے کا انداز: (مقصدِ تخلیق کو سمجھانے کا انداز)

ربِ ذوالجلال نے فرمایا کہ:

﴿وَلَقَدْ صَرَفْنَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۚ وَ كَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ۝ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ وَ يَسْتَغْفِرُوا رَبَّهُمْ إِلَّا أَنْ تَأْتِيهِمْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ أَوْ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ قُبْلًا ۝﴾ (الکھف: ١٨، ٥٤/٥٥)

”ہم نے اس قرآن میں لوگوں / انسانوں کو طرح طرح سے (مثالیں دے کر) سمجھایا۔ مگر انسان بڑا جھگڑا الواقع ہوا۔ انسان کے سامنے جب ہدایت / احکامات آئے تو اسے مانے اور اپنے اللہ رب العزت کے حضور معافی چاہئے سے آخر اس کو کس چیز نے روک دیا۔“

درج بالا آیت میں اللہ رب العزت فرمارہے ہیں کہ ہم نے قرآن میں انسانوں کو مختلف انداز میں مثالیں دے کر سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ مگر انسان بڑا جھگڑا الوثابت ہوا ہے۔ اس نے ہماری ہدایات / احکامات کو ہی مانے سے انکار کر دیا۔ اور پھر صرف انکار ہی نہیں کیا بلکہ اس انکار کی معافی بھی مانگنے کے لیے تیار نہیں۔

یہاں چند ایک سوالات ذہن میں ابھرتے ہیں کہ

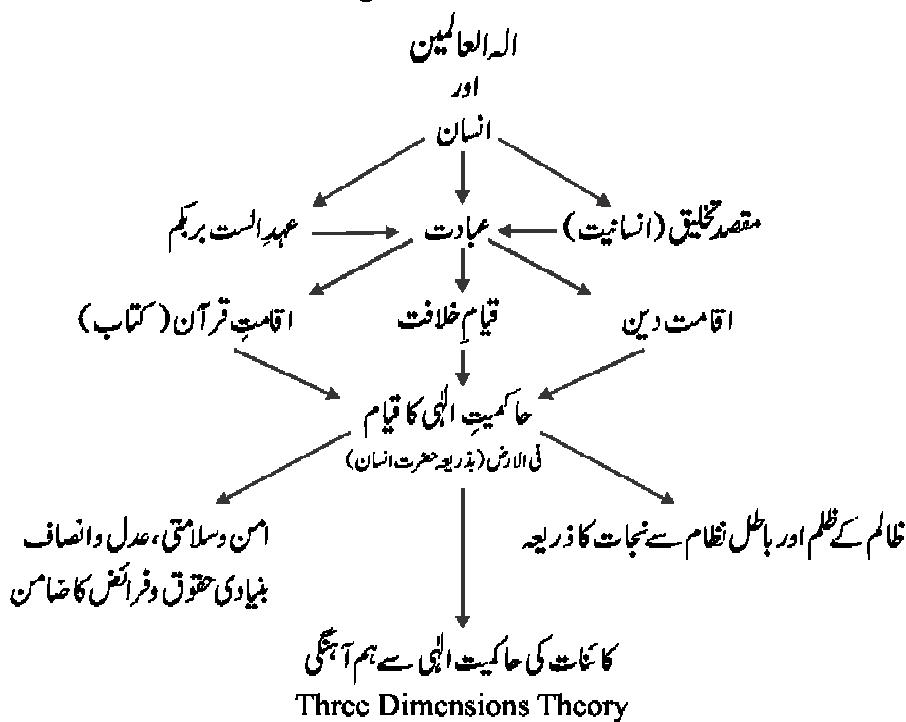
- اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن میں انسان کو کیا سمجھانے کی کوشش کی ہے؟ تو یہی ذہن میں آتا ہے کہ انسان کو دنیا میں کیوں بھیجا گیا ہے؟۔ یہ دنیا میں آنے کا مقصد سمجھانے کی (اور پھر اس کو پورا کس طرح کرنا ہے) کوشش کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارے مقصد زندگی کو سمجھنے اور پورا کرنے کی توفیق عنایت فرمادیں۔ آمین۔ اللہ بزرگ و برتر کی ہدایت کونہ مانے اور پھر اس انکار پر معافی چاہئے سے کس چیز نے انسان کو روک دیا؟

۲۔ قرآن مجید میں مختلف جگہوں پر یہ بات دہرانی گئی ہے۔ اس کی روشنی میں شیاطین جن و انس را اور انسان کے نفس نے انسان کو اللہ رب العزت کی ہدایت کو مانے سے روک دیا اور پھر اللہ سبحانہ تعالیٰ سے معافی چاہئے سے بھی روک دیا۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ بزرگ و برتر نے کون کون سے طریقوں سے انسان کے مقصد تخلیقِ زندگی کو سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ جسے میں اپنی طرف سے Three Dimension Theory کا نام دیتا ہوں۔ یعنی اللہ رب العزت نے مقصد زندگی (عبادتِ الہی) کو تین مختلف انداز سے انسان کو سمجھانے کی کوشش کی ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ



زمیں و آسمان کا ذرہ ان انسانوں کے لیے اللہ رب العزت سے دست بدعا ہوتا ہے۔
یعنی کائنات کی تمام چلوق اس انسان (خیر بریہ) کے لیے اللہ کی رحمت اور حفاظت و نصرت کی دعا میں مانگتی ہے۔

الْهُنْدِيِّ

قَيْمَ خَلْفَتٍ.....تِي.....عَبَادَةٌ

(بِنِيادِيْ حُوقٌ وَفِرَائِقُ كَاضِمٌ)

ا۔ منصب خلافت (First Dimension)

اللہ بزرگ و برتر نے تمام مخلوق کو اکٹھا کیا، بڑی شاہانہ تقریب کا بندوبست کیا اور پھر وہاں پر اعلان فرمایا کہ

ا۔ ﴿إِنَّ جَاءَكُمْ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةٌ﴾ (آل بقرۃ: ۳۰۲)

”ذراغور کرو! کہ جب تمہارے رب العزت نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا غلیفہ بنانے والا ہوں۔“

یہ الفاظ تو چند ایک ہیں لیکن بڑے جامع اور وسیع معانی کے حامل ہیں۔ جن میں انسان کے مرتبہ و مقام کا تعین اور پھر مقصد زندگی بھی سودا دیا گیا ہے۔ دوسرے الفاظ میں پوری انسانی زندگی کے کام کا تعین بھی کر دیا گیا ہے۔ یعنی مقصد زندگی (Job Discription) کی وضاحت بھی کر دی گئی ہے۔ اور پوری کائنات میں انسان کی حیثیت و مقام بھی بتا دیا گیا ہے جسے ایک مثال سے سمجھنے سے کوشش کرتے ہیں۔

اس کی مثال بالکل ایسے ہی ہے جیسے کسی ملک کا صدر اپنے کسی صوبے کے لیے کسی آدمی کو گورنر مقرر کرتا ہے (اگرچہ یہ مثال اللہ اکرم الحکم الحاکمین کے لیے دینا مناسب نہیں لیکن سمجھانے کی خاطر پیش خدمت ہے)۔ تو وہ صدر صاحب ایک شاہانہ تقریب میں یہ اعلان کرتے ہیں کہ میں اوسیں غنی کو صوبہ سرحد کا گورنر مقرر کرتا ہوں۔ تو مرد جہ زبان میں جب یہ اعلان ہوتا ہے تو نہ اوسیں غنی کو یہ بات سمجھانے کی ضرورت ہے، اور نہ ہی عوام کو اس کی تفصیل بتانے کی ضرورت ہے کہ اوسیں غنی صاحب نے صوبائی گورنر کی حیثیت سے کیا کیا فرائض رڈیوٹی سر انجام دینی ہے۔ کیوں کہ یہ بات پہلے ہی طے شدہ (Under stood) ہے۔ کہ قانون راحکامات مرکز کے ہوں گے، دین نظام بھی مرکز کا ہی ہوگا۔ اور اوسیں غنی صاحب نے صوبہ میں اس کے مطابق رتحت رہتے ہوئے تمام کام سرانجام دینے ہیں۔

یہ نہیں ہو سکتا کہ اوسیں غنی صاحب اپنی مرضی کے قانون بنانے کر حکومتی انتظام و انصرام کریں یا مرکز کے دین ر نظام کو پس پشت ڈال کر اپنایا دین یا نظام حکومت قائم کر دیں، اگر وہ ایسا کریں گے تو یہی مرکز کے دین ر نظام سے انکار رکھ ر بغاوت قرار پائے گی۔ اور وہ کبھی بھی اپنی مرضی کے دین ر نظام کے تحت صوبہ کا انتظام و انصرام یا حکومت نہیں چلا سکیں گے۔ بلکہ بغاوت کے مرتبہ ہوں گے۔

بعینہ اللہ اکرم الحکم الحاکمین فرماتے ہیں کہ پوری کائنات میں میرا دین ر نظام چل رہا ہے۔ اور اس کے مطابق اللہ رب العزت کی حکومت قائم ہے۔۔۔ یہ چاند، سورج، آسمان و زمین اور جو کچھ بھی مخلوق ان میں موجود ہے (فرشتے بھی) وہ سب اپنی اپنی ڈیوٹی ر عائدہ کر دہ فرائض پورے کر رہے ہیں۔ دین فطرت ر نظام فطرت میں چارو ناچار (طعاماً و کرہاً) اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی عبادت رڈیوٹی رفرض کو پورا کر رہے ہیں۔

لیکن انسان کو بھیت خلیفہ ”منصب خلافت“، اس قانون فطرت سے استثناء حاصل ہے۔ وہ اللہ رب العزت کے اس

قانون فطرت کا پابند نہیں ہے۔ جس کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اختیار بھی دیا ہے۔ اور پھر اپنی طرف سے ایک دین/ نظام ”دین اسلام“ کی صورت میں بھی عطا کیا ہے

﴿إِنَّا هَدَيْنَا إِلَيْهِ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكَرَهُ وَإِمَّا كَفُورًا﴾ (الدهر: ۳۷۶)

اختیار یہ دیا ہے کہ خواہ وہ میرے دیئے ہوئے دین/ نظام آئین کے مطابق دنیا میں کرہ ارض پر گزرنے والی زندگی کو گزارے یا اپنی مرضی سے اپنی خواہشات نفس کے مطابق زندگی گزار دے۔ اگر وہ میرے دیئے ہوئے نظام دین کے مطابق برضاۓ و رغبت اپنی زندگی گزاریں گے۔ تو دنیا میں امن و سلامتی پائیں گے۔ اور رزق کے وسائل سے بھی نوازے جائیں گے۔ اور آخری زندگی میں جنت کی شکل میں انعام و اکرام کو بھی پائیں گے یہی اللہ رب العزت کی توحید/ حاکیتِ الہی رخلافت کا قیام ہے۔ اسی بات کو اللہ بزرگ و برتر نے فرشتوں سے فرمایا کہ

﴿إِنَّ أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾ (آل عمران: ۳۰)

اگر اپنی مرضی سے اپنے قوانین دین/ نظام بنا کر زندگی گزاریں گے تو پھر بغاوت کے مرتكب ہوں گے۔ یہی اللہ رب العزت سے کفر اور شرک ہے۔ جس کے نتیجے میں دنیا کی زندگی میں مسائل و مشکلات، قتل و غارت، فساد فی الارض اور رزق کی تنگی، ذلت و رسومی، اور اللہ کے غضب کے مرتكب ہوں گے۔ اور آخرت میں جننم کی شکل میں عذاب میں پیٹلا ہوں گے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ رب ذوالجلال خلافت کے مقصد کو مزید کیسے انسان کا مقصد تخلیق بیان فرماتے ہیں۔ فرمایا رب ذوالجلال نے!

۲۔ ﴿فُلَّا اهْبِطُوا مِنْهَا جَبِيعًا ۝ فَإِنَّمَا يَأْتِينَكُمْ مِّمَّا تَعْيَّغُ هُدًى فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزُنُونَ﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَتِنَا أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَلِيدُونَ

(آل عمران: ۳۸ - ۳۹)

”ہم نے فرمایا کہ تم سب یہاں سے اتر جاؤ، پھر میری طرف سے جو ہدایات/ احکامات (دین/ نظام آئین کتاب کی شکل میں) تمہارے پاس پہنچیں گی تو جو لوگ میری اس ہدایات/ احکامات/ کتاب کی پیروی کریں گے (زندگی گزاریں گے) ان کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہ ہوگا۔ (مسائل و مشکلات نہیں ہوں گے) اور جو اس کو قبول کرنے (اپنی زندگی میں/ اپنانے/ رچلانے سے) سے انکار کریں گے۔ اور ہماری آیات/ احکامات کو جھٹلا کیں گے۔ (بغاوت کریں گے) وہ آگ میں جانے والے لوگ ہیں جہاں وہ نیشہ رہیں گے۔“

فرمایا رب ذوالجلال نے کہ!

۳۔ ﴿قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَبِيعًا بَعْضَهُمْ لِيَكْعِضَ عَدُوًّا ۝ فَإِنَّمَا يَأْتِينَكُمْ مِّمَّا تَعْيَّغُ هُدًى فَلَا

يَصِلُّ وَلَا يَشْفَعُ ﴿١﴾ وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِنِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكاً وَنُحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْلَى ﴿٢﴾

(طہ: ۲۰ - ۲۳، ۱۲۴)

”حکم دیا کہ تم سب یہاں سے اتر جاؤ کیونکہ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو۔ جب میری طرف سے کوئی ہدایت راحکامات آپ لوگوں کے پاس پہنچیں تو جو کوئی میرے احکامات رکتاب ردنی کی بخوبی پیروی کرے گا۔ (زندگی گزارے گا) وہ نہ بھٹکے گا۔ اور نہ بدینکنی رشقاوت میں مبتلا ہوگا۔ اور جو میرے ذکر (احکامات رکتاب ردنی) سے منہ موڑے گا (انکار کرے گا، بغوات کرے گا) اس کے لیے دنیا میں وسائلِ معیشت (رزق کے وسائلِ زندگی) تنگ کر دیئے جائیں گے۔ اور قیامت کے روز انہا اٹھایا جائے گا۔“

۴۔ ﴿وَلَقَدْ مَكَنَّنَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشٍ قَلِيلًا مَا تَشَكُّرُونَ ﴾ ﴿١٠﴾ (الاعراف: ۱۰)

”ہم نے تمہیں (انسان کو) زمین میں اختیارات کے ساتھ بسا یا (یعنی دوسری تمام مخلوقات پر تصرف واستعمال کے اختیارات دے کر) تمہارے لیے دنیا میں ذیست و معیشت (رزق وسائلِ زندگی عطا کیے) فراہم کیے۔ مگر تم لوگ (یعنی انسان) کم ہی شکرگزار ہوتے ہو۔ (یعنی ہمارے دین رکتاب راحکامات کے مطابق زندگی نہیں گزارتے ہو)۔“

۵۔ ﴿رَتَّيْعُوا مَمَّا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلَيَاءَ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ ﴾ ﴿٣﴾ (الاعراف: ۳۷)

”اے لوگو! جو کچھ تمہارے اللہ احکام الخالقین کی طرف سے تم پر نازل (دین رکتاب رآئین) کیا گیا ہے۔ اس کی پیروی کرو (اس کے مطابق اپنی زندگی گزارو) اور اپنے اللہ رب العزت کو چھوڑ کر دوسرے سرپرستوں کی پیروی نہ کرو (کسی دوسرے آئین ردن نظام میں زندگی نہ گزارو) مگر تم لوگ نصیحت کم ہی مانتے ہو۔“

۶۔ ﴿وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلِيفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَبُلوَكُمْ فِي مَا أَنْتُمْ مُّا

رَبِّكُمْ سَرِيعُ الْعِقَابٍ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ حَمِيمٌ ﴾ ﴿١٦﴾ (الانعام: ۱۶)

”وہ اللہ بزرگ و برتر ہیں جنہوں نے تم سب کو (انسانوں) کو زمین میں خلاف بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض کے مقابلے میں زیادہ بلند درجے دیئے (یعنی Wise Status درجہ درجہ بنایا ہے۔ دوسرے الفاظ میں اختیارات کے لحاظ سے تمام انسان برابر نہیں ہیں۔ ہر ایک کا دائرہ اختیار مختلف ہے) تاکہ جو کچھ تم کو دیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کی جائے۔“

۷۔ ﴿هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلِيفَ فِي الْأَرْضِ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ وَلَا يَزِدُ الْكُفَّارُ كُفْرُهُمْ إِنَّمَا يَرِيهِمْ إِلَّا مَقْتَلًا وَلَا يَزِدُ الْكُفَّارُ كُفْرُهُمْ إِلَّا خَسَارًا﴾ (الفاطر: ۳۵)

”وہی تو اللہ رب ذوالجلال ہیں جنہوں نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔ اب جو کوئی کفر کرتا ہے (یعنی خلافت کا انکار کرے گا)۔ اس کے کفر کا وبال اسی پر ہے۔ اور کافروں کو ان کا کفر اس کے سوا کوئی ترقی نہیں دیتا کہ ان کے رب کا غضب ان پر زیادہ سے زیادہ بھڑکتا چلا جاتا ہے۔ کافروں کے خسارے میں اضافہ کے سوا کوئی ترقی نہیں۔“

﴿يَا يَاهَا الْمُدَّثِرُ قُمْ فَانْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِيرٌ﴾ (المدثر: ۳ - ۱۷۴)

”فرما یا رب ذوالجلال نے کہ اے اوڑھ لپیٹ کر لیٹنے والے (محمد ﷺ) اٹھو اور خبردار کرو (انسانیت کو) اور اپنے رب اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا اعلان کرو (حاکمیت الہی کا)۔“

درج بالا آیات میں وضاحت طلب نقاط:

۱۔ عربی زبان میں لفظ خلیفہ کے بہت سے معانی کیے جاسکتے ہیں۔ اور بہت سے لوگ سادہ لوح لوگوں کو ذہنی طور پر

(Confuse) منتشر کرنے کے لیے عربی لغت کا رعب جماتے ہوئے مرعوب بھی کرتے ہیں۔ اور پھر انسان کے مقصدِ تخلیق سے گراہ بھی کرتے ہیں۔ لیکن یہاں ”خلیفہ“ کا لفظ اللہ رب العالمین نے جن معنوں میں استعمال کیا ہے۔ وہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ اللہ رب العزت ہمیں قرآن کا اصل موضوع یعنی ”انسان کا مقصد تخلیق“ (خلافت ہی عبادت ہے) کو سمجھنے اور پھر اس کو پورا کرنے کی سعی و کوشش کرنے کی توفیق عنایت فرمادیں۔ آمین۔

۲۔ ”خلیفہ کا مطلب یہاں یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی کو اپنی مرضی کا دین / نظام آئین بنانا کرنہیں گزار سکتا۔ بلکہ اپنے اللہ احکم الحکمین کے دینے ہوئے دین / نظام / کتاب کے مطابق زندگی گزارنے کا پابند ہے۔ (جب کہ اللہ رب العزت یعنی پرده غیب میں حی و قیوم ہیں)۔ جیسے ہم کائنات کے نظام کو دیکھتے ہیں کہ وہاں اللہ رب العالمین کا دین / نظام براہ راست چل رہا ہے۔ جب کہ دنیا میں انسانوں پر اللہ رب العالمین کا دین / نظام براہ راست نہیں چل رہا ہے۔ بلکہ انسان نے دنیا کی زندگی میں اللہ رب العالمین کے بالغیب ہونے کی وجہ سے سے اپنے رب العزت کے قانون / کتاب دین کو خود چلانا ہے۔ یہی اللہ رب العزت کی حکمیت / خلافت کو قائم کرنا ہے۔ یہی انسان کا منصب خلافت اور یہی توحید ہے۔

۳۔ انسان کو زمین پر بھیجتے وقت رخصت کرتے وقت اللہ رب العالمین نے فرمایا۔ دیکھنا میرا قرآن / کتاب / دین / نظام آئے گا۔ اس کے مطابق اپنی زندگی گزارو گے۔ تو کسی قسم کا خوف، رنج و غم، مصیبت، مصائب و مسائل سے دوچار نہیں ہو گے اور نہ ہی تم سیدھے راستے سے بھکلو گے۔ دنیا میں امن و سلامتی، راحت و آرام میں، عدل و انصاف کے ساتھ

- پا کیزہ زندگی پس کرو گے۔ تو آخرت میں جنت کے انعام واکرام ملیں گے۔
- ۴۔ اگر میرے دیئے ہوئے دین رکتاب / نظام سے انکار کرو گے او رجھلاوے گے تو پھر خوف غم، رنج و الم، مشکلات و مصائب، قتل و غارت گری، عربانی و فاشی اور فساد فی الارض، لوٹ کھوٹ، ظلم و زیادتی سے دوچار ہو جاؤ گے۔ اور پھر کل قیامت کے روز عذاب جہنم کی سزا بھی ملے گی۔
- ۵۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ ہم نے انسان کو معيشت زندگی رزق کے وسائل و ذرائع دے کر اور انتظام و انصرام کے اختیارات دے کر بھیجا ہے۔ اور دنیا میں بسا یا ہے تاکہ کار خلافت کی امانت کو ادا کرنے میں کوئی مشکل نہ پیش آئے۔
- ۶۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ ہم نے تمام انسانوں کو زمین پر خلاف بنا کر بھیجا ہے۔ لیکن تمام انسانوں کے اختیارات برابر نہیں ہیں۔ کسی کا دائرہ اختیارات اس کا اپنا گھر ہے۔ چونکہ گھر معاشرے کا ایک یونٹ تصور ہوتا ہے۔ کسی کے پاس ایک محلے کے اختیارات ہیں۔ کسی کے پاس ایک شہر کے اختیارات ہیں اور کوئی صوبہ کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اور کوئی پورے ملک کا سربراہ ہوتا ہے۔ اور فرمایا کہ ہر ایک کو اپنے اپنے دائرہ اختیار میں آزمایا جائے گا۔ کیا اس نے اپنے اختیارات اللہ رب العزت کے احکامات / حدود و قبود دین / نظام رتوانیں کے مطابق استعمال کیے؟ یا خود ہی رب：(حاکم) بن بیٹھا۔ یا کسی اور انسان کو رب (الله۔ حاکم، معبد) کا درجہ دے کر اس کا دین / احکام / قانون چلا یا۔ کیا انسان کو انسان کا غلام تو نہیں بنایا یہی انسان کی آزمائش ہے جو کل قیامت کے روز حساب کتاب کی شکل اختیار کرے گی۔
- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر انسانوں کے درجات نہ بناتے تو پھر دنیا کا کار و بار زندگی چلانا مشکل ہو جاتا ہے۔
- ۷۔ اللہ رب العزت نے فرمایا اور بار بار فرمایا کہ انسان کی طرف جو نازل کیا گیا ہے۔ یعنی قرآن رکتاب / دین / نظام / قانون اس کی پیروی کرنی ہے۔ اس کے مطابق زندگی گزارنی ہے۔ اللہ رب العزت کے بغیر کسی کی پیروی نہیں کرنی ہے۔ کسی اور قانون دین رکتاب / نظام کے مطابق زندگی نہیں گزارنی ہے۔ اور نہ ہی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے بغیر کسی کو اپنا: رب (الله، حاکم، سرپرست معبد) بنانا ہے۔
- ۸۔ تمہاری حیثیت دنیا میں خلیفہ کی ہے۔ حاکم نہیں ہو۔ تمہیں خلافت کا اختیار دیا ہے۔ کہ دین رکتاب / قانون نظام اللہ رب العزت کا ہوگا لیکن چلائے گا حضرت انسان۔ جب کہ انسان کو حق حکمرانی یا حاکم مطلق بننے کا اختیار نہیں دیا ہے۔ کہ تم اپنا قانون دین رکتاب / نظام بنا کر زندگی گزارو۔ اگر ایسا کرو گے تو اس کفر / بغاوت کی سزا و بال پاؤ گے۔ یہ کفر اور بغاوت اللہ جبار و قہار کے غصب کو مزید بڑھاتا اور اضافہ کرتا ہے۔ اور انسان کے دنیا و آخرت میں خسارے کو بھی بڑھاتا ہے۔

۹۔ اسی مقصد تخلیق، ڈیوبئی رفرض کو پورا کرنے کے لیے اللہ رب العزت نے رسول اللہ ﷺ کو پہلی وحی میں ہی یہ پیغام دے دیا تھا۔ کہ اے پیارے محبوب ﷺ آپ چادر اوڑھ لپیٹ کر لیٹ گئے ہیں آپ کو تو بہت بڑا کام سرانجام دینا ہے۔ لوگوں را انسانیت کو یہ پیغام پہنچاؤ کہ تمہارا نظام ”نظامِ خلافت“ ہے۔ آپ نے تو اللہ حکم الحاکمین کی حاکیت قائم کرنی ہے۔ اللہ رب العزت کی بڑائی قائم کرنی ہے۔ اللہ رب العزت کا دین رکتابِ رقانون انسانیت کے لیے دنیا میں قائم کرنا ہے۔ اور اس بھولی ہوئی انسانیت کو بتانا ہے۔ کہ تمہارا مقام و مرتبہ کیا ہے۔ آپ نے اس ظلم و ستم کی ماری ہوئی انسانیت کو اس کے منصبِ خلافت / مقامِ آدمیت پر متنکن کرنا ہے۔ انسانیت کو انسان کی غلامی اور ابلیس لعین کے دیے ہوئے دھوکے سے نکالنا ہے۔ اور نظامِ باطل / جاہلیت کے شرک سے انسانیت کو نجات دلانی ہے۔ اور نظامِ خلافت / حاکمیتِ الہی کے قیام کے لیے لوگوں کو تیار کرنا ہے۔ یہ بہت بھاری ذمہ داری ہے جو آپ نے ادا کرنی ہے۔ اور الاست برکم کے عہد کو پورا کریں۔

۲۔ اقامت دین (Second Dimension)

جیسے کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔ کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن مجید میں انسان کو اس کا مقصد تخلیق، زندگی مختلف انداز میں مختلف طریقوں سے سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ بعض مقامات پر انسان کی زندگی کا مقصد ”اقامت دین“ کو ٹھہرا یا ہے۔ جو کہ خلافت کے قیام ہی کی دوسری شکل ہے۔ فرمایا ربِ ذوالجلال نے کہ

۱۔ ﴿لَّاَنَّ الَّذِينَ عَنْدَ اللَّهِ إِلَّا إِسْلَامٌ﴾ (آل عمران: ۱۹۳)

”بیشک اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے نزدیک دین (انسان کا نظامِ زندگی) صرف اسلام ہے۔“

۲۔ ﴿رَضِيَتُ لِكُمُ الْإِسْلَامُ دِيَنًا﴾ (المائدہ: ۳۵)

”اللہ بزرگ و برتر خوش اس بات سے ہیں کہ تمہارا دین (نظامِ زندگی) اسلام ہو۔“

۳۔ ﴿أَفَغَيْرَ دِيَنِ اللَّهِ يَبْعُونَ وَلَهُ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَ كُرْهًا وَ لِلَّهِ يُرْجَعُونَ﴾ (آل عمران: ۸۳)

”اب کیا یہ لوگ (انسان) اللہ بزرگ و برتر کے دین (نظامِ زندگی) کو چھوڑ کر کسی اور دین (نظام) کی تلاش میں ہیں۔ جبکہ آسمانوں زمین کی تمام مخلوق چارو ناچار دین اسلام کی پابند ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کے قوانین و ضوابط کے مطابق اپنے فرض کو پورا کر رہی ہے) اور اللہ رب العزت کی طرف لوٹ رہی ہے۔“

۴۔ ﴿شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وُلِّيَ بِهِ نُوحًا وَالنَّذِيْنَ أُوْحِيُنَا إِلَيْكُمْ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَ عِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَقَرَّبُوا فِيهِ كُبُرَ عَنِ الْمُسْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ اللَّهُ يَعْلَمُ بِمَا يَعْمَلُونَ﴾ (الشوری: ۱۳۰)

”آپ کے لیے دین (نظامِ زندگی) کی شریعت (قانون) وہی مقرر کیا ہے۔ جو اللہ رب العزت نے نوح علیہ اسلام کو دیا تھا۔ اور جسے اب آپ کی طرف ہم نے وحی کے ذریعے بھیجا ہے۔ اور جس کی ہدایت ہم ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ ہم اسلام کو دے پکھے ہیں۔ اس تاکید کے ساتھ کہ قائم کرو اس دین (نظامِ زندگی) کو اور آپس میں اقامتِ دین کے بارے میں تفرقہ نہ ڈالو۔ جس دین کی اقامت کی طرف آپ ﷺ بلا رہے ہیں وہ مشرکین کو ناگوار ہے اقامتِ دین کے لیے اللہ رب العزت جسے چاہتے ہیں چن لیتے ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ جو اللہ کی طرف رجوع کرے (یعنی اللہ رب العزت کے دین پر ایمان لائے اور پھر اس کے قیام کی محنت و کوشش کرے)“

۴۔ ﴿فَأَقْمِ وَجْهَكَ لِلّدِيْنِ حَبِيْغًا فُطْرَتَ اللّهُ الَّتِيْ فَكَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّهِ ذَلِكَ الدِّيْنُ الْقَيْدُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَإِنْقُوْةَ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَنُوْمُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقْوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوا شِيَعَانِ ۝ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدِيْهِ فَرَحُوْنَ ۝﴾ (الروم: ۳۰-۳۲)

”امے محمد ﷺ! اپنے آپ کو دین (نظامِ زندگی) پر اخلاص اور پوری یکسوئی سے قائم رکھو اس دین پر جس پر اللہ بزرگ و برتر نے پوری انسانیت کو پیدا کیا ہے۔ اللہ رب العزت کے اس فطری نظام کو بدلا نہیں ہے۔ یہ بالکل صحیح اور درست دین (نظامِ زندگی) ہے۔ لیکن لوگوں کی اکثریت کو معلوم ہی نہیں۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو اور تقویٰ اختیار کرو اور صلوٰۃ قائم کرو اور مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ جنہوں نے اپنے دین (کو قائم کرنے) کے معاملے میں اختلاف کیا اور گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ اور ہر گروہ مگن ہے اس میں جو کچھ اس کے پاس ہے۔“

۵۔ ﴿ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُونَ ۝﴾ (الجاثیہ: ۱۴۵-۱۸)

”ہم نے آپ ﷺ کو دین (نظامِ زندگی) کے معاملے میں ایک صاف شاہراہ (شریعت/قانون) پر قائم کیا ہے۔ لہذا آپ ﷺ اس (شاہراہ) پر چلیں اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کریں جو علم نہیں رکھتے۔“

۶۔ ﴿وَمَا أُمْرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّهَ مُخْرِصِينَ لَهُ الَّذِيْنَ هُنَّ حُفَّاءَ وَيُقْبِلُوْا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوْا الزَّكُوْةَ وَذَلِكَ دِيْنُ الْقِيْمَةَ ۝﴾ (البینہ: ۹۸-۱۰۵)

”اور نہیں حکم دیا گیا سوائے اس کے کہ صرف اللہ بزرگ و برتر ہی کی عبادت کریں اپنے دین (نظامِ

زندگی) کو صرف اللہ رب العزت کے لیے خالص اور یکسوئی کے ساتھ قائم کرتے ہوئے اور صلوٰۃ قائم کرو اور زکوٰۃ کا نظام قائم کرو، یہی دین کو قائم کرنا ہے۔“

۷۔ ﴿إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ۖ إِلَّا إِنَّ الظَّالِمِينَ مِنَ الْخَالِصِينَ﴾ (الزمر: ۲۰-۲۱)

”ہم نے آپ کی طرف کتاب (قرآن مجید) اتاری ہے دینِ حق کے ساتھ تاکہ ”آپ ﷺ اللہ رب العزت ہی کی عبادت کریں۔ اپنے دین (نظامِ زندگی) کو صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لیے خالص کرتے ہوئے۔ خبردار! دین (نظامِ زندگی) خالص اللہ بزرگ و برتر کا حق ہے۔“

۸۔ ﴿وَأَنْ أَقْمِمْ وَجْهَكَ لِلَّذِينَ حَنِيفُوا وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (یونس: ۱۰۵)

”آپ ﷺ اپنے آپ کو دین (نظامِ زندگی) اسلام پر اخلاص اور یکسوئی کے ساتھ قائم رکھو اور مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ۔“

۹۔ ﴿فَاكِمْ وَجْهَكَ لِلَّذِينَ الْقَاطِعُونَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ يَوْمٌ يَقِنَّ يَقِنَّ عَوْنَ﴾ (آل عمران: ۶۳-۶۴)

”کفر غلیظ کفر ہے وَ مَنْ عَيْلَ صَالِحًا فَلَا نَفْسٍ هُمْ يَنْهَا وَ نَوْنَ﴾ (الروم: ۴۴)

”پس اے نبی ﷺ! اپنا رُخ (چہرہ) مبارک مضبوطی کے ساتھ اس دین کے قیام پر جمادو۔ قبل اس کے کہ وہ دن آئے جس کے مل جانے کی کوئی صورت اللہ رب العزت کی طرف سے نہیں۔ جس دن لوگ گروہوں میں تقسیم کر دیئے جائیں گے جس نے انکار کیا (اقامتِ دین کا) اس کا وبا اس کے سر پر ہے۔ اور جو کوئی عمل صالح (دین کے قیام کی محنت و کوشش) کرے گا وہ اپنے ہی فائدے کے لیے کوشش کر رہا ہے۔“

۱۰۔ ﴿هُوَ الْحَقُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۖ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ قُلْ إِنِّيْ نُهِيْتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَهُنَّ جَاءُنِيَ الْبَيِّنُتُ مِنْ رَبِّيَ وَ أُمْرُتُ أَنْ أُسْلِمَ ۖ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝﴾ (آل عمران: ۶۰-۶۶)

”وَهُ اللہ ربِّ ذوالجلال، ہی زندہ وجاوید ہستی ہیں۔ ان کے سوا کوئی الله (حاکم، معبد، رب) نہیں۔ انہیں کو پکارو، اپنے دین (نظامِ زندگی) کو خالص کرتے ہوئے۔ ساری تعریفیں اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہیں۔ اے نبی ﷺ! ان لوگوں سے کہہ دیں کہ مجھے ان ہستیوں کی عبادت (حاکمیت، دین) سے منع کر دیا گیا ہے۔ جنہیں تم اللہ رب العزت کو چھوڑ کر پکارتے ہو۔ جبکہ میرے پاس میرے رب العزت کی طرف سے بینات آچکی ہیں۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں رب العالمین کے دین (نظام) میں داخل

ہو جاؤں (اس کے آگے جھک جاؤں)۔“

۱۲۔ ﴿أَمْ لَهُمْ شُرٌّ كَوَا شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَفُضِيَّ بَيْنَهُمْ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَكْبِيْمٌ﴾ (الشوری: ۲۱ / ۴۲)

”کیا یہ لوگ (انسان) کچھ ایسے شریک رکھتے ہیں جنہوں نے ان کے لیے دین (نظام زندگی) کی نوعیت رکھنے والا ایک ایسا طریقہ (شریعت/قانون) مقرر کر دیا ہے۔ جس کی اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اذن (اجازت) نہیں دی۔ اگر فیصلہ کا وقت پہلے طے نہ ہو گیا ہوتا تو اس کا قضیہ ابھی چکا دیا گیا ہوتا۔ یقیناً ان طالموں کے لیے دردناک عذاب ہے۔“

۱۳۔ ”ہم نماز جنازہ میں دعا مانگتے ہیں کہ اے رب العالمین ہمیں زندگی عطا کریں تو ”اسلام“ پر زندگی عطا کریں۔ یعنی ہمارا دین (نظام زندگی) اسلام ہو۔“ (نماز جنازہ کی دعا)

۱۴۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ الَّذِينَ حَقَّ تُقْبِلِهِ وَلَا تُؤْمِنُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ قُسْلِمُونَ﴾ (آل عمران: ۱۰۲ / ۳)

”اللہ رب العزت فرماتے ہیں اے لوگو! جو ایمان لے آئے ہو اللہ رب العزت کی نافرمانی سے ڈرتے ہوئے زندگی گزارو جیسے ڈرنے کا حق ہے۔ کہ آپ کوموت نہ آئے مگر صرف اس صورت میں کہ آپ مسلم ہوں (یعنی اسلام) آپ کادین ہو (نظام زندگی ہو)۔“

۱۵۔ ﴿فَمَا يَكِيدُ بُكَ بَعْدُ إِنَّ الَّذِينَ﴾ (سورة التین: ۷ / ۹۵)

”اے انسان کیا آپ اس دین (نظام زندگی) کے آنے کے بعد اس کو جھٹلاتے ہیں؟۔“

۱۶۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهِ فَسَوْفَ يَأْتِيَ اللَّهُ بِقَوْمٍ يُّجْهِمُهُمْ وَيُحْبِبُنَّهُمْ أَذْلَلُهُمْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعْزَّهُمْ عَلَى الْكُفَّارِ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَا إِيمَانُ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُعْتَدِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلَيْهِمْ﴾ (المائدہ: ۵۴)

”اے لوگو! جو ایمان لائے ہو (نظام باطل چھوڑ کر دین حق قبول کر چکے ہو) اگر تم میں سے کوئی شخص اپنادین (اسلام) حق چھوڑ کر کافر (مرتد) ہو جائے گا تو اللہ رب العزت اپنے دین کی حفاظت کے لیے ایسے لوگوں کو (سامنے) لاکیں گے۔ جن سے وہ (اللہ رب العزت) محبت کریں گے اور وہ لوگ بھی (اللہ تعالیٰ) سے محبت کریں گے۔ وہ لوگ آپس میں مونین کے لیے نرم دل اور شفیق اور کافروں کے لیے مضبوط اور سخت دل ہوں گے۔ اللہ رب العزت کے راستے میں (دین حق کے لیے) جہاد کرنے والے اور کسی ملامت کرنیوالے سے نہ ڈرنے والے ہوں گے۔ یہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فضل و احسان ہے۔

جسے چاہتے ہیں اپنے بندوں میں سے دیتے ہیں۔ وہ بے حد و سعت فرمانے والے اور سب حالات کو جانے والے ہیں۔“

۷۔ ﴿وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرْوِنِي أَقْتُلُ مُؤْمِنِي وَلْيَمْرُغْ رَبَّكُهُ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُبَدِّلَ دِينِكُمْ أَوْ أَنْ يُظْهِرَ فِي الْأَرْضِ الْفَسَادَ﴾ (سورہ المومن: ۲۶)

”فرعون کہنے لگا کہ چھوڑو مجھے! میں موئی علیہ اسلام کو قتل کروادوں۔ جائے وہ اپنے: رب کو بلائے؟ مجھے خطرہ ہے کہ وہ تمہارا دین (نظام حکومت) ہی بدل ڈالے گا اور زمین میں فساد پھیلائے گا (یعنی ملک میں بد امنی، دھشت گردی پھیلائے گا)۔“

۸۔ ﴿هُوَ الَّذِي آرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدًى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الرِّبِّيْنِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ﴾ (سورہ الصاف: ۹)

”وہ اللہ رب العزت ہی تو ہیں جنہوں نے اپنے رسول محمد ﷺ کو ہدایت و راہنمائی (قرآن مجید) اور دین حق (اسلام) دے کر بھیجا تاکہ دوسرے تمام ادیان باطلہ پر غالب کر دیں، اگرچہ مشرکین کو جتنا ناگوار ہو (برداشت نہ ہو)۔“

اقامت دین کے چند غور طلب نقاط:

۱۔ اللہ اکمل الحکمین نے انسان کا دین (نظام زندگی) صرف ”اسلام“ بنایا اور عنایت فرمایا ہے۔ یعنی وہ دین (نظام زندگی) جو امن و سلامتی کا ضامن ہے۔

۲۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ انسان روگوں سے صرف اس صورت میں خوش اور راضی ہیں کہ انسانوں کا دنیا میں دین (نظام زندگی) صرف اور صرف ”اسلام“ ہو۔

۳۔ اللہ رب العزت انسان سے سوال کرتے ہیں کہ کیا انسان لوگ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے دین اسلام کی موجودگی میں کسی اور نظام دین کی تلاش میں ہیں؟ یا اپنے خود ساختہ نظام / قانون راجح کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

۴۔ کیونکہ جس اللہ خالق و مالک نے انسان کو تخلیق کیا ہے۔ انہی خالق، مالک و حاکم نے انسان کے لیے دنیا میں زندگی گزارنے کے لیے یہ دین فطرت بنایا ہے۔ جو کہ انسان کی عین فطرت کے مطابق ہے۔ لہذا اس کی فطرت دین کو بدلنے کی کوشش نہ کرو۔

۵۔ دین کے قیام کے معاملے میں اختلافات کا شکار نہ ہو جاؤ۔ یہی شرک / بغاوت ہے۔

۶۔ غاصص دین کو قائم کر کے یکسوئی کے ساتھ اللہ رب العزت کی عبادت کرو۔ یہی اللہ رب العزت کا حق ہے۔

۷۔ رسول اللہ ﷺ کو ہدایت کی گئی کہ فرمادیں کہ مجھے دوسرا ہستیوں کی عبادت کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ مجھے حکم دیا گیا



- ہے کہ میں دینِ اسلام میں داخل ہو کر زندگی گزاروں۔ یہی عبادت ہے۔
- ۸۔ رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ کیسوئی اور مضبوطی کے ساتھ اس دینِ اسلام پر اپنے آپ کو قائم کرو قبل اس کے کوہ دن (قیامت کا دن) آئے جس کے کل جانے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ جس دن انسانوں کو اسی دین کی اقامۃ یا مخالفت کی بنا پر دو گروہوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔
- ۹۔ کیا ان لوگوں را انسانوں نے کوئی اور قوانین رہ دین بنا کر دوسرا ہستیوں کو اللہ رب العزت کا شریک بنایا ہوا ہے۔ جس کی اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس پر بہت غصب ناک ہیں۔ اگر اس کا فیصلہ قیامت کے دن پر ملتی نہ کیا ہوتا تو ابھی فیصلہ چکا دیا جاتا۔
- ۱۰۔ رسول اللہ کو حکم دیا گیا کہ اپنے آپ کو کیسوئی کے ساتھ خالص دینِ اسلام پر قائم کرو۔ کہیں مشرکین میں سے نہ ہو جانا۔
- ۱۱۔ اور آپ کو موت نہیں آنی چاہیے مگر صرف دینِ اسلام پر زندگی گزارتے ہوئے۔
- ۱۲۔ ہم ہر نماز جنازہ میں یہ دعا مانگتے ہیں کہ اے اللہ رب العالمین ہمیں زندگی عطا کریں تو صرف دینِ اسلام پر عطا کریں اور موت دیں تو اسی دین پر ایمان کی صورت میں۔
- ۱۳۔ اللہ رب العزت انسان سے پوچھتے ہیں کیا اس دینِ نظرت کے آجائے کے بعد تم اس کو جھلاتے ہو؟
- ۱۴۔ جب کہ اللہ بزرگ و برخوش تب ہیں کہ آپ کا دین (نظم زندگی) ”اسلام“ ہو۔
- ۱۵۔ اسی لیے اللہ رب العزت نے محمد ﷺ کی بعثت کا مقصد ہی دینِ حق (اسلام) کو دوسرے ادیان باطلہ پر غالب کرنافرمایا ہے۔ (سورہ الصف: ۹)

ج۔ اقامۃ کتاب (Third Dimension)

انسان کو اس کا مقصد زندگی ایک تیرے انداز میں اللہ رب العزت نے سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ کہ انسان کے مقصد زندگی (دینِ زندگی / نظام زندگی) کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے احکامات کے مجموعہ یعنی کتاب (قرآن) کی شکل میں نازل فرمایا گیا۔ اور اس کتاب (قرآن مجید) کی اقامۃ کو بھی انسان کی زندگی کا مقصد قرار دیا گیا۔

فرمایا رب ذوالجلال نے!

۱۔ ﴿إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي إِلَيْهِ مَنِ اتَّقَوْهُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهُمْ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ

أَجْرًا كَبِيرًا﴾ (بنی اسرائیل: ۹۰-۹۱)

”بیشک یہ قرآن مجید (کتاب) راہنمائی کرتا ہے اس کی جو اس کو قائم کرنا چاہتا ہے۔ اور بشارت دیتا ہے ان مونین (دین باطل کو چھوڑنے والوں اور دینِ حق قبول کرنے والوں) کو جو اس کو قائم کرنے کے لیے اعمال صالح (جدوجہد و محنت) کرتے ہیں تو یقیناً ان کے لیے اللہ رب العزت کے پاس بہت بڑا اجر

” ہے۔“

۲۔ ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتَبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ عَوْجَاجًا قِبَّاً لَّيْنِرَ بَا سًا شَدِيدًا مِّنْ لَدُنْهُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصِّلْحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا﴾ (الکھف: ۱۸-۲)

”تمام تعریفیں اللہ بزرگ و برتر کے لیے ہیں جنہوں نے اپنے بندے پر یہ کتاب (قرآن مجید) نازل کی اور اس کے قیام پر قائم کرنے میں کوئی کمی اور مشکل نہیں رکھی تاکہ اللہ رب العزت کا بندہ عذاب سے لوگوں کو ڈرائے (کتاب کے انکار کی شکل میں) اور بشارت دے ان مومنین کو جو اس کتاب کو قائم کرنے کے لیے اعمال صالح کریں (جدوجہد و محنت کریں) کہ ان کے لیے احسن اجر ہے۔“

۳۔ ﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَبَ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰىٰ تُقْسِمُوا التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ لَيَزِدُّنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ طُغٰيَانًا وَ كُفْرًا فَلَا تَأْسَ عَلٰى الْقَوْمِ الْكُفَّارِ﴾ (المائدہ: ۶۸/۵)

”ان اہل کتاب سے فرمادیں کہ ہرگز تم اصل دین (نظام زندگی) اسلام پر نہیں ہوتی کہ تم تورات، انجلیل کو اور جو اللہ رب العزت کی طرف سے نازل کیا گیا (یعنی قرآن مجید) قائم نہ نہیں کرتے۔ قرآن کے نزول نے ان لوگوں کی اکثریت کے انکار اور سرکشی میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ بہر حال آپ ان کی اس حالت پر افسوس نہ کریں۔“

۴۔ ﴿رَسُولٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتَنَوَّصُ صُحْفًا مُّطَهَّرًا ۝ فِيهَا كُتُبٌ قِيمَةٌ ۝ وَ مَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَبَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۝﴾ (البینہ: ۴-۲۹۸)

”رسول اللہ ﷺ کی طرف سے پاک صحیفے (کتاب) تلاوت کرتے ہوئے تشریف لائے جس میں لکھا ہوا ہے کہ اس کتاب کو قائم کرو اور جن لوگوں کو یہ کتاب دی گئی ہے وہ تفرقہ میں نہ پڑیں جب کہ اس میں واضح طور بیان کر دیا گیا ہے۔“

۵۔ ﴿وَ لَوْ أَنَّهُمْ أَقَلَّمُوا التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَا كُلُّ أَمْنَ فُوْقَهُمْ وَ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ مِّنْهُمْ أُمَّةٌ مُّقْصَدَةٌ وَ كَثِيرٌ فِيهِمْ سَاءَ مَا يَعْمَلُونَ ۝﴾ (المائدہ: ۶۶/۵)

”کاش انہوں نے تورات، انجلیل اور دوسری اتاری گئی کتابوں (قرآن) کو قائم کیا ہوتا تو ان کے اوپر سے، اور نیچے سے رزق ابتا اور برستا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے کچھ لوگ راست رو (میانہ رو) ہیں لیکن اکثریت بد کردار (بد عمل، کتابوں کی منکر) ہے۔“

۶۔ ﴿وَ أَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَ احْذِرُهُمْ أَنْ يَقْتُلُوكُمْ عَنْ بَعْضِ مَا

أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ تِبْيَانًا مِّنْ رَحْمَتِهِ أَنَّا يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُعَصِّيَهُمْ بَعْضُ ذُنُوبِهِمْ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ
كَفِيلُونَ ﴿٤٩﴾ (المائدہ: ۴۹)

”پس اے محمد ﷺ! آپ اللہ رب العزت کے نازل کردہ (قانونِ قرآنِ مجید) کے مطابق ان لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرو اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔ ہوشیار (چو کنے) رہو کہ یہ لوگ آپ ﷺ کو فتنہ میں نہ ڈال دیں اور قرآن سے مخفف کر دیں۔ پھر اگر اس سے منہ موڑیں، تو آپ ﷺ سمجھ لیں کہ اللہ رب العزت ان کو جرم کی سزا دینا چاہتے ہیں کیونکہ ان لوگوں اکثریت نافرمان (فاسق) ہے۔“

۸۔ ﴿فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِي أُوحِيَ إِلَيْكَ إِنَّكَ عَلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴾۴۴﴾ وَ إِنَّهُ لَذِكْرُ لَكَ وَ لِقَوْمَكَ وَ سَوْفَ
شُعُونَ ﴿۴۳﴾ (الزخرف: ۴۳ - ۴۴)

”آپ بہر حال اس کتاب کو مضبوطی سے تھامے رہو جو وحی کے ذریعے تمہارے پاس بھیجی گئی ہے۔ یقیناً آپ سید ہے راستے پر ہیں اور حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ کتاب آپ کے لیے اور آپ کی قوم کے لیے ایک بہت بڑا شرف ہے۔ اور عنقریب آپ لوگوں کو اس کی جواب دئی کرنا ہوگی۔“

۹۔ ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدَىٰ وَ نُورٌٰ يَحْكُمُ بِهَا الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَ
الرَّبِّيُّونَ وَ الْأَحْبَارُ بِمَا اسْتَحْفَظُوا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَ كَانُوا عَلَيْهِ شَهَادَةٍ فَلَا تَخُشُوا النَّاسَ وَ اخْشُونَ وَ
لَا تَشْتُرُوا بِإِيمَانِنَا قَلِيلًاٰ وَ مَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكُفَّارُ ﴾۴۵﴾ وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا
أَنَّ النَّفْسَ إِلَنَفْسٍ وَ الْعَيْنَ إِلَالْعَيْنِ وَ الْأَنْفَ إِلَالْأَنْفِ وَ الْأُذْنَ إِلَالْأُذْنِ وَ السِّنَ إِلَالِسِنٍ وَ الْجُرُوحَ
قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَارَةٌ لَهُ وَ مَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴾۴۶﴾ وَ
فَيَنِّا عَلَى أَشَارِهِمْ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ وَ أَتَيْنَاهُ الْإِنْجِيلَ فِيهِ
هُدَىٰ وَ نُورٌ وَ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ وَ هُدَىٰ وَ مَوْعِظَةٌ لِلْمُتَّقِينَ ﴾۴۷﴾

(المائدہ: ۴۴، ۴۵، ۴۷)

”اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ! ہم نے تورات نازل کی جو راہنمائی اور روشنی (ہدایت و نور) تھی۔ سارے انبیاء کرام؛ مسلم بن جانے والے لوگوں کے فیصلے اس کے مطابق کرتے تھے جو کے اب یہودی ہیں اور اسی طرح ان کے علماء و مشائخ بھی، جو کہ کتاب اللہ کی حفاظت و نگرانی پر مامور تھے اور وہ اس پر گواہ (دنیا میں اس کے علمبردار) تھے۔ لہذا تم لوگوں سے نہ ڈرو بلکہ مجھ (اللہ تعالیٰ) سے ڈرو اور دنیاوی مفاد کی خاطر میرے احکامات کی سودے بازی نہ کرو (نہ پیچو) (یاد رکھو) جو لوگ اللہ رب العزت کے

نازل کردہ قرآن (احکامات، قوانین) کے مطابق فیصلے (حکومت) نہیں کرتے وہی کافر ہیں۔ تورات میں ہم نے حکم لکھا تھا کہ جان کے بد لے جان، آنکھ کے بد لے آنکھ، ناک کے بد لے ناک، کان کے بد لے کان، دانت کے بد لے دانت، اور زخموں کے لیے برابر بدلہ، پھر جو تھاص کا صدقہ کر دے تو وہ اس کے لیے کفارہ ہے۔ اور جو لوگ اللہ رب العزت کے نازل کردہ قرآن کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی ظالم (مشرک) ہیں..... اہل انجیل کو جو حکم اتنا را گیا وہ یہی تھا کہ جو لوگ اللہ رب العزت کے اتارے گئے احکامات کے مطابق فیصلے (حکومت) نہیں کرتے وہی فاسق (باغی) ہیں۔“

١٥- ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ قَوْاَلِهِ حَقٌّ تُقْتَلُهُ وَلَا تُمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُم مُسْلِمُونَ﴾^(١٠) وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَيْعَانًا وَلَا تَفْرَقُوهُ وَادْكُرُوهُ نَعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَالْأَعْلَفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَاصْبِحُوهُمْ بِنَعْمَتِهِ إِخْرَاجًا وَكُنْتُمْ عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ التَّارِيخَ فَأَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا إِنَّ لِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَيْتِهِ لَعْلَكُمْ تَهْتَدُونَ﴾^(١٠) (آل عمران: ١٠٣، ١٠٢)

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو (نظام باطل چھوڑ کر دین اسلام قبول کر چکے ہو) اللہ رب العزت کی نافرمانی سے ڈرتے ہوئے زندگی گزارو جیسے ڈرنے کا حق ہے۔ تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو (تمہارا دین اسلام ہو)۔ ۱۰۲۔ ”اللہ رب العالمین کی رسی (قرآن، دین) کو سب مل کر مضبوطی سے تھام لو اور فرقہ فرقہ بن کر اختلاف میں بیٹلا نہ ہو جاؤ۔ (یعنی قرآن، دین حق کو مضبوطی سے تھام لو)۔ اللہ رب العزت کے اس انعام کو یاد رکھو جو تم پر کیا ہے کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ انہوں نے تمہارے دل جوڑ دیئے اور ان کے فضل و کرم سے تم بھائی بھائی بن گئے۔ تم لوگ آگ کے بھرے ہوئے گڑھے کے کنارے پر کھڑے تھے تو اللہ رب العزت نے تمہیں اس سے بچا لیا۔ اللہ رب العزت اپنے احکامات تمہارے لیے کھوں کر بیان فرماتے ہیں تا کہ تم ہدایت و راہنمائی حاصل کر سکو،“

۱۱- ﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارٍ جَهَنَّمَ خَلِيلِينَ فِيهَا أُولَئِكَ هُمُ شُرُّ
الْبَرِّيَّةُ ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِحَاتِ أُولَئِكَ هُمُ خَيْرُ الْبَرِّيَّةِ ۝﴾ (البيهقي: ۶، ۷/۹۸)

”جو لوگ اہل کتاب اور مشرکین میں سے اس کتاب رقرآن مجید (دین اسلام) کا انکار کرتے ہیں وہ دوزخ کی آگ میں ہمیشہ رہیں گے۔ وہ بدترین مخلوق ہیں اور ”جو لوگ اس کتاب رقرآن مجید پر ایمان لاسیں اور اعمال صالح کرس (اسے قائم کرنے کو شش و محنت کرس) وہ لوگ بہتر من مخلوق ہیں۔“

١٢- ﴿قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَيْعًا فَلَمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ قِمَّىٰ هُدًى فَمَنْ تَبَعَ هُدًى إِلَّا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

يَعْرُونَ ﴿٤٤﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِأَيْتَنَا أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَلِدُونَ ﴿٤٥﴾

(سورہ البقرہ: ۲۹، ۳۸)

”اے لوگو! جب تم میری ہدایت (قرآن / احکامات) پاؤ تو جو لوگ میری ہدایت / احکامات ر قرآن کتاب کے مطابق زندگی گزاریں گے ان کو کسی قسم کا کوئی رنج، غم، خوف / مشقت نہ ہوگی اور نہ ہی وہ گمراہ ہوں گے ”جن لوگوں نے انکار کیا اور جھٹلا یا ہمارے احکامات (قرآن مجید) کو وہ اصحاب جہنم ہیں وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔“

۱۳۔ ﴿قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَيْعَانًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَإِنَّمَا يَأْتِيَنَّكُمْ مِّنْ هُدَىٰ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَىٰ فَلَا يَضُلُّ وَلَا يَشْفَقُ﴾ وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكاً وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَعْنَى ﴿۱۴﴾

(سورہ طہ: ۱۲۴، ۱۲۳)

”اے لوگو! جب تم میری ہدایت (قرآن / احکامات) پاؤ تو جو لوگ میری ہدایت / احکامات ر قرآن کتاب کے مطابق زندگی گزاریں گے ان کو کسی قسم کا کوئی رنج، غم، خوف / مشقت نہ ہوگی اور نہ ہی وہ گمراہ ہوں گے۔ البتہ جو شخص میرے ذکر (قرآن مجید) سے منہ موڑے گا دنیا میں اس کی معیشت (رزق کے وسائل) تنگ کر دی جائے گی اور قیامت کے روز اسے انہا اٹھایا جائے گا۔“

۱۴۔ ﴿وَقُلْ إِنَّمَا الظَّيْرُ الْمُبِينُ ﴿٨٦﴾ كَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ ﴿٨٧﴾ الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِصْبِينَ ﴿٨٨﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَسْئَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٩﴾ كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩٠﴾ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمِرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْبُشِّرِكِينَ ﴿٩١﴾ إِنَّمَا كَفَيْنَاكُمُ الْمُسْتَهْزِئِينَ ﴿٩٢﴾﴾ (سورہ الحجر: ۱۵، ۸۹ تا ۹۵)

”آپ کہہ دیجئے کہ میں تو حکم کھلا ڈرانے والا ہوں۔ جیسے کہ ہم نے تقسیم کرنے والوں پر (قرآن) اتنا راجنہوں نے قرآن کو کٹکٹے کر دیا۔ قسم ہے آپ کے رب العزت (حاکم مطلق) کی ہم ان سب سے ضرور باز پرس کریں گے۔ جو یہ کرتے رہے تھے۔ پس آپ اس حکم کو (قرآن کے ذریعے) جو آپ کو کیا جا رہا ہے کھول کر (واضح کر کے) سنادیجے اور مشرکوں سے اعراض کیجیے۔ ہم ان کے لیے کافی ہیں جو آپ کو استہزاء پہنچاتے ہیں (ایذا دیتے ہیں)۔“

غور طلب نقاط:

- ۱۔ قرآن مجید اپنی اقامت کے بارے میں انسان کی راہنمائی کرتا ہے۔
- ۲۔ قرآن مجید کا قائم کرنا انسان کی زندگی میں کوئی مشکل اور ٹیڑھا کام نہیں بلکہ بہت آسان ہے۔
- ۳۔ جو لوگ اس کتاب (قرآن مجید) کو قائم نہیں کرتے وہ اپنے اصل دین اسلام (نظام اسلام) پر نہیں ہیں۔

- ۴۔ گزشیت قویں اپنی کتابوں کو قائم کرتیں تو ان کے اوپر اور نیچے سے رزق البتا اور برستا۔ (یعنی تم بھی قرآن کو قائم کرو)۔
- ۵۔ اے محمد ﷺ اس کتاب (قرآن) کے مطابق ان لوگوں کے معاملات کے فیصلے کرو۔
- ۶۔ لیکن ہشیار رہوان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہیں کرنی ہے۔
- ۷۔ اگر ان کی پیروی کرو گے تو یہ فتنہ میں ڈال دیں گے اور قرآن سے محرف کر دیں گے۔
- ۸۔ جو لوگ اللہ رب العالمین کی کتاب حکم کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی تو کافر، ظالم اور فاسد ہیں۔
- ۹۔ آپ ﷺ کو ہدایت فرمائی گئی کہ اس کتاب (قرآن مجید) کو مضبوطی سے تھامے رہیں یقیناً آپ سیدھے راستے پر ہیں۔
- ۱۰۔ یہ کتاب (قرآن مجید) آپ کے لیے اور آپ کی قوم کے لیے بہت بڑا شرف را نعامِ الہی ہے۔
- ۱۱۔ عقریب / قیامت کو آپ لوگوں کو جواب دینا پڑے گا اس کتاب کی اقامت کے بارے میں اور کلکٹرے کلکٹرے کرنے کے متعلق۔
- ۱۲۔ مومن ر صالحین سب مل کر اس کتاب راللہ کی رسی کو تھام لیں اور آپس میں اختلاف کا شکار نہ ہوں۔
- ۱۳۔ اس کتاب کو قائم کرنے کی کوشش و محنت (اعمال صالح) کرنے والوں کے لیے بہت بڑا اجر راحسن اجر ہے۔
- ۱۴۔ جو لوگ اس پر ایمان لا سکیں گے (عہد کریں گے) اور اعمال صالح کریں گے (قائم کرنے کی کوشش) وہ لوگ بدترین مخلوق ہیں۔
- ۱۵۔ جو لوگ اس کتاب سے منہ موڑیں گے ان کی دنیا کی زندگی میں معیشت و رزق نگ کر دیا جائے گا۔
- ۱۶۔ قیامت کے روز اندھے اٹھائے جائیں گے۔ اور جہنم کا ایندھن بنیں گے۔
- ۱۷۔ جو لوگ اس کتاب کا انکار کریں گے وہ ہی بدترین مخلوق ہیں۔ اور جہنم میں جانے والے ہیں وہاں ہمیشہ رہیں گے۔
- ۱۸۔ جو لوگ اللہ کی کتاب / ہدایات / احکامات کے مطابق زندگی گزاریں گے ان کو کوئی غم، رنج، خوف اور مشقت نہ ہوگی۔ اور نہ ہی وہ گمراہ ہوں گے۔
- ۱۹۔ جو اس کتاب (قرآن کو) کلکٹرے کلکٹرے کرتے ہیں ہم ان سے ضرور باز پرس کریں گے اور ان کو ہمارے حکم واضح طور پر سناد بیجیے اور ان مشرکین سے اعراض کیجیے ہم ان کے لیے کافی ہیں اس کے مقابلے میں۔ جو آپ کو استہزا کے پہنچاتے ہیں (ایذ دیتے ہیں)۔

خلافت ہی عبادت:

جیسے کہ ہم گز شترے صفات میں قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں دیکھ چکے ہیں کہ قیامِ دین، کتاب کی اقامت اور خلافت کا قیام ہی انسان کی ڈیوٹی اور فرض ہے۔ جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انسان کو تقویض کیا تھا۔ لہذا یہ فرض ڈیوٹی سرانجام دینے کا عہد (یعنی ایمان لانا) اور (کوشش و محنت کرنا) اعمال صالح کرنا ہی دراصل انسان کی عبادت ہے۔ اور یہ بات اللہ رب العزت نے قرآن مجید کی زبان میں یوں فرمائی کہ!

۱۔ ﴿يَا يَاهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (۲۱۰۲: البقرۃ)

”اے لوگو! اپنے رب العزت (حاکمِ اعلیٰ) کی عبادت کرو۔ جنہوں نے تمہیں پیدا کیا اور تم سے پہلے کے لوگوں کو پیدا کیا۔ تاکہ تم نجات پاؤ۔“

۲۔ ﴿وَمَا حَكَفَتُ الْجِنَّ وَالْأَنْسَ إِلَّا يَعْبُدُونِ﴾ (الذاریات: ۵۶۰۵)

”نمہیں پیدا کیا جن و انہ کو مگر صرف اپنی عبادت کے لیے۔“

اسی انسان کی عبادت رفض ڈیوٹی کو سمجھانے کے لیے اللہ رب العالمین نے قرآن کو نازل فرمایا۔ جس کا نیادی موضوع ہی انسان کی تخلیق کا مقصد یعنی ”عبادتِ الہی“ ہے۔ اور اس کا مخاطب انسان ہے۔ اس موضوع کو سمجھانے کے لیے اللہ رب العزت نے مختلف مثالیں دی ہیں تاکہ انسان اپنے مقصدِ تخلیق کو سمجھ کر دنیا کی زندگی میں پورا کرنے کی کوشش و محنت کرے۔

فرمایا ربِ ذوالجلال نے کہ

۳۔ ﴿الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلاً وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ﴾ (۲۰۶۷: الملك)

”اللہ رب العزت ہی وہ ذات اقدس ہیں جنہوں نے انسان کی موت و زندگی کو تخلیق کیا یعنی بنایا اس لیے کہ یہ دیکھا جاسکے ریا آزمایا جائے کہ تم میں سے یعنی انسانوں میں کون ہے جو اس احسن عمل کو (عبادت کو) کرتا ہے۔“

درج بالا آیات میں اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر نے انسان کے مقصدِ تخلیق کو واضح طور پر فرمادیا ہے کہ انسان کو صرف اپنی عبادت کے لیے یعنی اقامتِ دین، کتاب / خلافت کے قیام کے لیے پیدا کیا ہے۔ تاکہ اپنی زندگی میرے احکامات کی قسمیں و تکمیل کرتے ہوئے گزاریں۔ اس کے علاوہ اپنی خواہش یا دوسرے انسانوں کی خواہشات کے مطابق یا شیطان (املیں) کے حکم (دیئے ہوئے نظامِ باطل) کے مطابق زندگی نہ گزاریں۔